ماہنامہ
دخترانِ اسلام
لاہور
جنوری 2024ء

معمارِ جہاں ہم ہیں

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام، ڈاکٹر غزالہ حسن قادری کی زیر صدارت ''التربیہ کیمپ 2023ء'' کا انعقاد شیخ الاسلام کی خصوصی گفتگو

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد:31 شمارہ:1 / جمادی الثانی / رجب المرجب ۱۴۴۵ھ / جنوری 2024ء

زیر سرپرستی بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
ثناء وحید

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت
نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ
ڈاکٹر نبیلہ اسحاق، ڈاکٹر شاہدہ مغل
ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز
مسز حلیمہ سعدیہ، مسز راضیہ نوید
سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم
آسیہ سیف، سعدیہ کریم، جویریہ سحر ش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم گرافکس: عبدالسلام
فوٹوگرافی
قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ: یہ (نیا سال، محاسبۂ نفس اور توبہ کی فضیلت)		04
فکرِ شیخ الاسلام محاسبۂ نفس	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	06
منہاج القرآن، خواتین کی دینی و علمی خدمات	سمیہ اسلام	16
التربیۃ کیمپ 2023ء	مرتبہ: ثناء وحید	21
مصطفوی معاشرہ کا قیام	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	30
فکرِ شیخ الاسلام کی پاسبان منہاج القرآن ویمن لیگ	مصباح عثمان	43
خواتین کا مثبت کردار، معاشرہ کی مضبوط بنیاد	پروفیسر حلیمہ سعدیہ	48
خواتین کی صحت اور معاشرتی ترقی	سعدیہ کریم	53
حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریک احیائے دین	ڈاکٹر انیلہ مبشر	58
گلدستہ: باورچی خانے کا ماحول خواتین کے مزاج پر اثر انداز ہوتا ہے	مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین	64
Empowering Women in Politics (Hadia Saqib Hashmi)		68

مجلہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کیے جاتے ہیں
ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا

بدلِ اشتراک

قیمت فی شمارہ -/60 روپے

آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ 15 ڈالر

مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ 12 ڈالر

سالانہ خریداری -/700 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info | E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

اَلۡخَبِيۡثٰتُ لِلۡخَبِيۡثِيۡنَ وَالۡخَبِيۡثُوۡنَ لِلۡخَبِيۡثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيۡنَ وَالطَّيِّبُوۡنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓـئِكَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا يَقُوۡلُوۡنَ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتًا غَيۡرَ بُيُوۡتِكُمۡ حَتّٰى تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَتُسَلِّمُوۡا عَلٰٓى اَهۡلِهَا ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ.

(النور، ۲۴: ۲۶۔۲۷)

’’ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے (مخصوص) ہیں اور پلید مرد پلید عورتوں کے لیے ہیں، اور (اسی طرح) پاک و طیب عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے (مخصوص) ہیں اور پاک و طیب مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں (سو تم رسول اللہ ﷺ کی پاکیزگی و طہارت کو دیکھ کر خود سوچ لیتے کہ اللہ نے ان کے لیے زوجہ بھی کس قدر پاکیزہ و طیب بنائی ہو گی)، یہ (پاکیزہ لوگ) ان (تہمتوں) سے کلیتاً بری ہیں جو یہ (بدزبان) لوگ کہہ رہے ہیں، ان کے لیے (تو) بخشائش اور عزت و بزرگی والی عطا (مقدر ہو چکی) ہے (تم ان کی شان میں زبان درازی کر کے کیوں اپنا منہ کالا اور اپنی آخرت تباہ و برباد کرتے ہو)۔اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو، یہاں تک کہ تم ان سے اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں کو (داخل ہوتے ہی) سلام کہا کرو، یہ تمہارے لیے بہتر (نصیحت) ہے تاکہ تم (اس کی حکمتوں میں) غور وفکر کرو۔‘‘

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ (وفي رواية لأحمد: أَحَبُّ الْأَعْمَالِ. وفي رواية للبزار: أَفْضَلُ الْعِلْمِ) الْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ.

’’حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (اللہ عزوجل کے نزدیک) اعمال میں سب سے افضل عمل (اور احمد کی روایت میں ہے کہ سب سے پیارا عمل اور بزار کی روایت میں ہے کہ سب سے افضل علم) اللہ عزوجل کے لئے محبت رکھنا اور اللہ عزوجل ہی کے لئے دشمنی رکھنا ہے۔‘‘

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ. رَوَاهُ مَالِكٌ بِإِسْنَادِهِ الصَّحِيْحِ وَابْنُ حِبَّانَ.

’’حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری خاطر محبت کرنے والوں، میری خاطر (میری) محافل سجانے والوں، میری خاطر ایک دوسرے سے ملنے والوں اور میری خاطر خرچ کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہو گئی ہے۔‘‘

(المنہاج السوی، ص۳۸۹)

خواب

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر میرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا
دفتر ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات

(بانگِ درا)

تعبیر

قوم کی تعمیر اور اس کے استحکام کے عزیم کٹھن کام کے سلسلہ میں خواتین قوم کے نوجوانوں کے کردار کی معمار ہوتی ہیں جو مملکت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ حصول پاکستان کی طویل جدوجہد میں مسلمان خواتین اپنے مردوں کے پیچھے مضبوطی سے ڈٹی رہی ہیں۔تعمیر پاکستان کی اس سے بھی سخت اور بڑی جدوجہد میں جس کا ہمیں اب سامنا ہے، یہ نہ کہا جائے کہ پاکستان کی خواتین پیچھے رہ گئیں یہ اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

(مسلم لیگ کے شعبہ خواتین سے خطاب، کراچی 6 فروری، 1948ء)

تکمیل

اسلام خواتین کے حقوق کا سب سے بڑا علمبردار اور محافظ دین ہے۔ اسلام کی روشن تعلیمات سے قبل خواتین کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ خواتین کو خرید وفروخت کی چیز سمجھا جاتا تھا۔ اسے بزورِ طاقت غلام بنایا جاتا تھا۔ پیغمبر اسلام نے عورت کو سوسائٹی کا باوقار فرد قرار دیا اور خواتین پر تعلیم، روزگار کے دروازے کھولے اور خواتین کو ماں، بہن، بیوی، بیٹی کے رشتوں کی صورت میں انہیں ایک معتبر شناخت دی۔

(فرمان شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری)

نیا سال، محاسبۂ نفس اور توبہ کی فضیلت

اسلام وہ واحد الوہی ضابطہ حیات ہے جو انسان کی جسمانی و روحانی پاکیزگی و بالیدگی اور تعلیم و تربیت پر زور دیتا ہے، فی زمانہ سیکولر تعلیمی نصابات دنیاوی زندگی کو آسودہ اور خوشحال بنانے اور تمام تر توانائیاں دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے بروئے کار لانے کی طرف راغب کرتے ہیں مگر اسلام اس دنیا کو عارضی اور آخرت کی زندگی کو دائمی زندگی قرار دیتے ہوئے آخرت کی تیاری کو اصل مقصدِ حیات قرار دیتا ہے۔ اسلام اس دنیا کے تقاضوں کو بھی پورا کرنے کی تعلیم و ترغیب دیتا ہے مگر اس مادی دنیا کو مقصدِ حیات بنانے سے روکتا ہے۔ نفس کا محاسبہ فرد اور معاشرہ کے دائمی سکون کے لئے ناگزیر ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے کہ ہم جو کچھ اس کھیتی میں بوئیں گے آخرت میں اس کی فصل کاٹیں گے۔ ہم کچھ گناہوں کو معمولی جان کر اراداتاً یا غیر ارادی طور پر ان کا ارتکاب کرتے ہیں حالانکہ ان غلطیوں اور کوتاہیوں کا دارومدار جنت اور دوزخ پر ہے۔ انگریزی سال 2023ء اختتام پذیر ہو چکا اور 2024ء کا آغاز ہو چکا ہے۔ بطور مسلمان ہم بھول جاتے ہیں کہ ہماری زندگیوں سے ایک سال کم ہو گیا ہے، جب کسی کی دولت کم ہونے لگتی ہے تو وہ اس پر خوشی کا اظہار نہیں کرتا بلکہ مغموم ہوتا ہے مگر مسلمان کی خوشی اور اُس کے غم کا انحصار اُس کے اعمال پر ہوتا ہے۔

اعمال اچھے ہیں تو یہ معاملہ باعث مسرت و شادمانی ہے اور اگر اعمال و عبادات کی بجاآوری میں کوتاہی ہے تو یہ غم اور آزار والی کیفیت اور لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں ہر لحظہ اپنا احتساب کرنا ہے کہ ہمارے بیتے ہوئے لمحوں میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کتنی ہے اور نافرمانی کتنی ہے؟۔ نفس کے محاسبہ کی یہ فکر تکبر، غفلت اور گمراہی سے بھی بچاتی ہے۔ ہمیں بدلتے ہوئے ماہ و سال میں اس بات کا محاسبہ کرنا ہے کہ ہم نے اللہ اور اُس کے بندوں کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو کس حد تک نبھایا؟۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا کتنا خیال رکھا، اللہ سے جو عہد نماز پنجگانہ کی ادائیگی کی صورت میں کر رکھا ہے ہم نے کس حد تک اس عہد کی پابندی کی اور وہ فرائض جو اللہ کی طرف سے ہمارے ذمہ ہیں انہیں کس حد تک ادا کر سکے؟۔ ہم کس حد تک اللہ کے دیئے ہوئے وقت اور مہلت کا مثبت اور بہتر استعمال کر سکے اور بندوں کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کو نبھا سکے؟۔ مومن کی یہ شان بیان کی گئی ہے کہ اُس کا آنے والا لمحہ گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہوتا ہے، اسی میزان پر ہمیں اپنے روز و شب کو پرکھنا چاہیے اور پھر نتیجہ اخذ کرنا چاہیے کہ ہمارے گزرے ہوئے لمحے آنے والے لمحوں سے کس اعتبار سے بہتر اور نفع بخش ہیں؟۔ اگر ہم دیانت داری کے ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں اور ہمیں اس محاسبہ کے دوران اپنے اعمال میں کچھ کوتاہیاں نظر آتی ہیں تو پھر تائب ہونے اور اصلاح کے لیے رتی برابر بھی تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ منہاج القرآن اصلاحِ احوال اور توبہ کی طرف مائل کرنے کی تحریک ہے تاکہ روز قیامت ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے روبرو سرخرو ہو سکیں۔ توبہ برقرار رکھنے کے لئے بھی محاسبہ نفس کی ضرورت ہے۔ محاسبہ کے ذریعے توبہ میں استقامت نصیب ہوتی ہے اور نفسانی خواہشات اور وسوسوں سے نجات ملتی ہے۔ امام ترمذیؒ حضرت عمر بن خطابؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ " اپنے نفوس کا محاسبہ کرو اس سے قبل کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جائو، قیامت کے دن اُس آدمی کا حساب آسان ہوگا جس نے دنیا میں ہی اپنا حساب کر لیا" جو کوئی اپنے محاسن و عیوب کو صدق و اخلاص کے ترازو میں نہ تولے وہ مرد کامل کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا لہٰذا اعمال کی خامیوں کو ملاحظہ کرتے رہنا صحیح توبہ کے لئے ضروری ہے اور توبہ اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک سچے دل سے مجاہدہ نہ کیا جائے۔ اللہ رب العزت ہمیں دستیاب مہلت کا ہر لمحہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کے لئے بروئے کار لانے کی توفیق دے اور اپنی زندگی کو نیک اعمال کے ساتھ مزین و مرصع کرنے کی ہمت اور توانائی عطا فرمائے

(ایڈیٹر: دختران اسلام)

محاسبۂ نفس

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

جب بھی کبھی کوئی خیال آپ کے دل و دماغ پر دستک دے اسی وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرلیا کرو اور دل کا دروازہ بند کرلیا کرو۔ لہذا نامناسب خیال کو پہلی آمد کے موقع پر ہی مسترد کردو جو آپ کو خیر سے دور کرنے کے لیے آیا ہے۔

دل کی اقسام

دل تین قسموں کے ہوتے ہیں قلب سلیم، قلب میت، قلب سقیم

جو دل صحیح ہو اس کو قلب سلیم کہتے ہیں اس کو قلب بھی کہتے ہیں یہ دل زندہ ہے دوسری قسم اس کے برعکس ہے قلب میت جو مرگیا ہو۔ تیسری قسم دونوں کے درمیان ہے۔ بیمار دل کو قلب سقیم کہتے ہیں۔

دل کی امراض کے اسباب

ان امراض کے کچھ داخلی اسباب ہیں اور کچھ خارجی۔ خطرہ سے مراد خارجی سبب ہے جو باہر سے داخل ہونے والا ہے۔ مریض کا علاج نہ ہو اور مرض بڑھتا چلا جائے تو دل مردہ ہو جاتا ہے۔ تو یہ مرض سے موت تک پہنچنے کا ایک سفر ہے۔

قلب مریض کی مرض کا آغاز خطرہ سے ہوتا ہے۔ خطرہ اس کو کہتے ہیں جو دل و دماغ میں آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ خطرے نے دل کے اندر وجود نہیں پایا۔ جتنا اولیاء کرام کا زمانہ گزرا اس میں صالحین اپنے شاگردوں کو دل کی حفاظت کی طلب رکھنے والوں کو یہ سبق دیتے تھے کہ جب پہلی بار خطرہ آئے اس وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرلو اور اسی وقت چوکیدار بن کر کھڑے ہو جاؤ۔

خطرہ سے مراد وہ برا خیال ہے جو یکسوئی کو خراب کردے۔ نیکی و خیر کو خراب کردے۔ نیکی و بھلائی اور سخاوت انفاق فی سبیل اللہ، ذکر کرنا، تلاوت کرنا، سجدہ ریزی کرنا، توبہ و استغفار کرنا لوگوں کے ساتھ بھلا کرنے کی جو رغبت تھی اس پر حملہ کرتا ہے۔ اچھا چوکیدار وہ ہوتا ہے جو اپنے نفس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر برے خیال کو اس وقت رد نہ کیا جائے تو خیال بار بار آئے گا۔ وہ دیکھتا ہے اس بندے کی طبیعت میں رغبت ہے پھر وہ وسوسہ بن جاتا ہے۔

> جو لوگ اپنی حفاظت نہیں کرتے دشمن اُن پر بڑی آسانی سے حملہ آور ہو جاتا ہے

علماء کی اصطلاح میں شر کے لیے جو خطرہ آتا ہے اس کو وسوسہ کہتے ہیں۔ یہیں سے دل کے مریض ہونے کا آغاز ہوتا ہے جو شخص اپنے آپ کو خطرات سے نہیں بچاتا وہ اپنے آپ کو کھلا رکھتا ہے مثلاً جس آدمی کے بہت سارے دشمن ہوں وہ گارڈ رکھتا ہے۔ گارڈ کا کام یہ ہوتا ہے کہ مشکوک لوگوں کو اس آدمی کے قریب نہیں آنے دیتا کیونکہ مشکوک آدمی سے اس کو خطرہ ہے۔ اس کو حسب نفسک کہتے ہیں لہٰذا اپنے دلوں پر سیکیورٹی گارڈ رکھنے چاہییں تاکہ کوئی مشکوک شے دل کے گھر میں داخل نہ ہو۔

جو لوگ اپنی سیکیورٹی نہیں کرتے دشمن اس پر آسانی سے حملہ آور ہو جاتے ہیں جس طرح جان کے دشمن ہیں اسی طرح ایمان کے دشمن ہوتے ہیں جو جان کی دشمن سے زیادہ ہیں اگر کسی کے پاس مال و دولت زیادہ ہے تو اس کی جان کے دشمن ہیں۔ صرف مال لوٹنے کے لیے جان کے دشمن بن جائیں گے۔ ایمان کے دشمن زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے وہ شیطان کا مسئلہ ہے۔ یاد رہے کہ جب شیطان نے اللہ کی نافرمانی کی تو اس نے قسم کھائی۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ (ص،۳۸: ۸۲،۸۳)

”اس نے کہا: سو تیری عزّت کی قسم، میں ان سب لوگوں کو ضرور گمراہ کرتا رہوں گا۔ سوائے تیرے اُن بندوں کے جو چُنیدہ و برگزیدہ ہیں۔“

ہر شخص جو ایمان پر ہے جو اطاعت و خیر پر ہے جس کا عقیدہ صحیح ہے جس کے خیالات، کاوشیں صحیح ہیں۔ جو نیک ہے اللہ و رسول ﷺ کو مانتا ہے اس کا دشمن شیطان ہے۔ شیطان ہم سب کے ایمان کا دشمن ہے ایمان کا دشمن ایک نہیں ہے بلکہ کروڑ و اربوں کی تعداد میں ہیں۔ جتنے انسان ہیں اس کے برعکس شیاطین کا عدد انسانوں سے زیادہ ہے۔ اس نے قسم کھائی ہے کہ میں تیرے ہر راہ راست پر چلنے والے کو گمراہ کروں گا سوائے اس کے جنھوں نے گارڈ رکھ لیے ہوں گے جو اپنی حفاظت کرتے ہوں گے جو مکمل طور پر سیکیور ہوں گے۔

مخلِص اور مخلَص میں فرق

مخلِص سے مراد جو خطرے میں ہیں مخلَص کے ل پر زبر آجائے جو مکمل طور پر سیکیور ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو تیری مدد کے حصار میں رکھ دیا ہے۔ جس کو تو نے نفس کی شرارت سے محفوظ کر لیا ہے جو تیرے کرم سے محفوظ ہو گئے وہ شیطان کے حملے سے بچ جائیں گے۔

شیطان نے کہا!

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ (الحجر، ۱۵: ۳۹، ۴۰)

”ابلیس نے کہا: اے پروردگار! اس سبب سے جو تو نے مجھے گمراہ کیا میں (بھی) یقینا ان کے لیے زمین میں (گناہوں اور نافرمانیوں کو) خوب آراستہ و خوشنما بنا دوں گا اور ان سب کو ضرور گمراہ کر کے رہوں گا۔ سوائے تیرے ان برگزیدہ بندوں کے جو (میرے اور نفس کے فریبوں سے) خلاصی پا چکے ہیں۔“

ہم میں سے ہر ایک ایکسپوز رہتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں ہم داعی ہیں اپنے شعبے کو ہیڈ کر رہے ہیں، عالم و مبلغ ہیں۔ یہ سب خیر کے کام ہیں ہم لوگوں کو خیر کی طرف بلا رہے ہیں یہ سب مغالطے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم عباد المخلصون میں شامل ہو جائیں۔ اگر کوئی عالم ہے تو علم اس کا خزانہ ہے۔ جس کے پاس خزانہ ہے اسی پر شیطان حملہ کرے گا۔ عابد کے پاس عبادت کا خزانہ ہے تو ڈاکو حملہ کرے گا۔ جو نیک ہے۔ نیکی اس کا خزانہ ہے تو شیطان اس پر حملہ کرے گا یہ بات قابل غور ہے کہ مگر جس کے پاس خزانہ ہی نہیں اس کے گھر کس نے چوری کے لیے آنا ہے۔

جس کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں اس کے پاس چور نہیں آئیں گے۔ اس خزانے کی مثال ایمان اور عمل صالح ہے جس کے پاس ایمان و عمل صالح نہیں ہیں چور اس کے پاس نہیں آتا چور سے مراد شیطان اور اس کے لشکر ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ۔ (الشعراء،۲۶: ۹۵)

''اور ابلیس کی ساری فوجیں (بھی واصل جہنم ہونگی)۔''

پھر شیطان کے لشکر کے درجے بھی ہوتے ہیں وہ جانتا ہے کس بندے پر کس طرح کے فوجی کو بھیجنا ہے۔ جس کے پاس تھوڑا سا خزانہ ہے اس کے پاس ایک سپاہی کا بھیجنا ہی کافی ہے۔ جس کے پاس ایمان کا خزانہ زیادہ ہے اور وہ زیادہ غیر محفوظ ہے جبکہ لوگ الٹ سوچتے ہیں جو جتنا بڑا عالم ہے وہ سمجھتا ہے میں اتنا زیادہ محفوظ ہوں حالانکہ یہ سوچ غلط ہے بلکہ اس کو سوچنا چاہیے میں اتنے خطرے میں ہوں۔ جس کے پاس جتنا زیادہ خزانہ ہے شیطان اس کے پاس اتنے بڑے سپاہی کو بھیجے گا جس کے پاس کچھ نہیں اس کی طرف کسی کو نہیں بھیجتا وہ جانتا ہے کہ وہ تو پہلے ہی گمراہ ہے۔ شیطان نے قسم کھائی۔

باری تعالیٰ میں ایسے جال بچھادوں گا کہ کسی کی سمجھ میں بھی نہیں آئے گا کہ یہ گناہ ہیں۔ ایسے راستے بنادوں گا کسی کو خیال بھی نہیں آئے گا کہ میں گمراہ ہوں۔ سارے راستے اور طریقوں کو خوش نما بنادوں گا۔ لوگ اس میں اپنے آپ کو سیکیور سمجھیں گے۔ لہذا یہ خیال کبھی نہیں آنے دینا چاہیے کہ میرے پاس اتنا بڑا عہدہ ہے۔ کیونکہ درجات میں کسی حفاظت کی گارنٹی نہیں پڑی ہوئی جو اطاعت و نیکی کے کام ہیں دراصل اصلاح کے کام ہیں اسی سے شیطان اور اس کے لشکر کو چڑ ہے جو دین میں کمزور ہے اس سے نہیں چڑتا۔ ان سے اس کو کوئی مصیبت نہیں ہے۔ شیطان کو مصیبت اس سے ہے جو ہدایت یافتہ ہے۔ خیر کا عمل کرتے ہیں۔ ان کو گمراہ کرنے کے منصوبے شروع کر دیتا ہے۔ وہ حملہ کرتا ہے بندے کی استقامت کو دیکھ کر کیونکہ شیطان نے اعتراف کیا جو سیکیور ہو گئے ہیں۔ ان پر میرا حملہ نہیں ہو گا۔ سورۃ الاعراف میں ہے۔

> شر کا خطرہ وسوسے سے جنم لیتا ہے اور یہیں سے امراضِ قلب کا آغاز ہوتا ہے

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ۔

”اس (ابلیس) نے کہا: پس اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے (مجھے قسم ہے کہ) میں (بھی) ان (افرادِ بنی آدم کو گمراہ کرنے) کے لیے تیری سیدھی راہ پر ضرور بیٹھوں گا (تاآنکہ انہیں راہِ حق سے ہٹا دوں)۔“ (الاعراف،۷: ۱۶)

شیطان اپنا ٹھکانہ گمراہی کی راہ پر نہیں بناتا۔ وہ جانتا ہے کہ یہ تو میرا گروہ ہے شیطان اپنی کرسی صراط مستقیم پر بناتا ہے۔ چوکنا ہو کر دیکھتا ہے کون کون اس راہ پر جارہا ہے جو صراط مستقیم پر چل رہے ہوں گے ان کو گمراہ کرے گا۔

گمراہ کرنے کے طریقے

پہلا خیال شیطان ایک خطرہ کے طور پر ڈالتا ہے جیسے بارش آتی ہے تو پہلے ایک قطرہ گرتا ہے پھر بارش ہوتی ہے۔ شیطان کی طرف سے خطرہ بھی بارش کے اس پہلے قطرے کی مانند ہے۔ ہمیشہ اپنے ارد گرد حفاظت کا اہتمام کریں۔ گارڈ کو تقویٰ کہتے ہیں۔ اپنا محاسبہ کرنا اور دھیان میں یہ رکھنا کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ دل میں اس دھیان کی پختگی کو مراقبہ کہتے ہیں۔ مراقبہ نگہبانی اور نگرانی کا نام ہے۔ قلب کی دائمی نگرانی اس خیال کے ساتھ کرنا کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ میرے اللہ کی نگاہ میرے دل پر ہے۔ میرے اللہ کی نگاہ میرے ہر فعل، میرے ہر ظاہر و باطن پر ہے۔ ہر حرکت و سکون پر ہے اس تصور کی نگرانی کرنا اس تصور کو ہمہ وقت جمائے رکھنا اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں عرف عام میں ایک اصطلاح ہے جب ہم گردن جھکا کر بیٹھتے ہیں اس کو مراقبہ کہا جاتا ہے۔ دراصل مراقبہ ایسی کیفیت ہے جو چند لمحوں اور گھنٹوں کے لیے نہیں بلکہ ساری زندگی پورے دوام کے ساتھ رہتی ہے۔

شیطان نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اعلان کیا:

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ۔ (الاعراف،۷: ۱۷)

”پھر میں یقیناً ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا۔“

میں یقیناً ان کے آگے سے آؤں گا چار اطراف کا ذکر کیا ان لوگوں کے آگے کی طرف سے آؤں گا ان کے پیچھے کی طرف سے آؤں گا ان کی دائیں جانب سے آؤں گا اور ان کی بائیں جانب سے آؤں گا۔ شیطان نے قسم کھائی۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اعلان کو قرآن کا حصہ بنا دیا۔ ہمیں آگاہ کرنے کے لیے اے

حبیب ﷺ اپنی امت کے فرد تک پہنچادیں کہ شیطان کا یہ مقصد ہے۔ شیطان کے حملے کا توڑ تب ہی کر سکتے ہیں جب اس کے حملے سے واقف ہوں گے۔

وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ۔ (الاعراف، ۷: ۱۷)

”اور (نتیجتاً) تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔“

انسان کا ناشکرا ہونا

شیطان کا یہ دعویٰ ہے کہ باری تعالیٰ میرے حملوں کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آپ میرے بندوں کو شکر گزار نہیں پائیں گے۔ وہ اس طرح سے حملہ کرتا ہے کہ شکر و اطمینان کی کیفیت چھین لیتا ہے۔ شکر یہ ہے کہ بندے کو کچھ ملے تب بھی شکر کرے خوشی میں بہک نہ جائے۔ جب کچھ نہ ملے تب بھی صبر کرے غم زدہ نہ ہو جائے۔ مشکلات و مصائب، آرام ہوں بیماریاں ہوں تب بھی صبر ہو شکوہ نہ ہو۔ امیری ہے تب بھی صبر ہے امیری انہیں گمراہ نہ کردے فاسق نہ کردے۔ غریبی، محتاجی ہو تب بھی صبر ہو کہ کہیں فکر و فاقہ میں آکر گمراہ نہ ہو جائے جب صبر کی بنیاد مضبوط کرتے ہیں تو اس پر شکر کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ جیسے گھر کی تعمیر پختہ کرتے ہیں اس طرح اس پر عمارت کھڑی کرتے ہیں۔

جتنی بنیادیں مضبوط ہوں گی اس پر اتنی عمارتیں قائم کر سکیں گے۔ اگر بنیادیں کمزور ہیں تو چھوٹی عمارت بنا سکتے ہیں مزید نہیں اس کا مطلب ہے صبر کی بنیاد کمزور ہو تو شکر کی عمارت کبھی قائم نہیں کر سکتے۔ اگر بندے کے قلب میں صبر کی بنیاد بہت مضبوط ہو گئی ہو گی تو جتنی عمارتیں چاہیں شکر کی قائم کرلیں اور اللہ کے شکر گزار بنتے چلے جائیں۔ شکر بڑھتے بڑھتے اللہ کی رضا میں بدل جاتا ہے۔ شکر و تسلیم رضا کی حدود ملی ہوئی ہیں۔ بندہ اللہ پر راضی ہو جاتا ہے بندہ راضیہ بن جاتا ہے۔ اس کو نفس مرضیہ مل جاتا ہے وہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ یہ سارا سفر صبر سے شروع ہوتا ہے۔

صبر یہ ہے کہ زلزلہ کی کیفیت نہ ہو مضبوطی ہو، استحکام ہو، ہر حال میں سکون میں رہا جائے۔ جب کہ شیطان اس سکون کو تباہ کرتا ہے جہاں سے خیر مل رہی ہوتی ہے اس دروازے سے اانسان کو دور کرنا چاہتا ہے۔ یہ شیطان کا حملہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں آگے پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے بھی آؤں گا۔ سامنے سے بھی آؤں گا کہ میں اس طریقے سے حملہ کروں گا کہ اس کو نظر آئے گا۔

محسوسات پر حملہ

محسوسات سے بھی حملہ کروں گا یوٹیوب ہے، سیل فون، یہ جدید سہولتیں بھی محسوسات کے حملے میں شامل ہیں۔ یہ تمام راستے جن میں برائی نظر آرہی ہے اور آپ اس کو جگہ دیتے ہیں۔ وہ پہلا لمحہ جس

میں اس نے جگہ پائی وہ خطرہ تھا اور پیچھے سے بھی آؤں گا۔ شیطان کے حالے کا پہلا طریقہ نظر آتا ہے جیسا کہ میں ڈوب رہا ہوں ہلاک ہو جاؤں گا۔

برائی دیکھ رہا ہوں برائی میرے اندر سمو جائے گی جو لذت قرآن کے سننے سے آتی تھی وہ قرآن کے سننے سے نہ آئے گی جو لذت اہل اللہ کو دیکھنے سے آتی تھی وہ لذت غیر مناسب قسم کی باتوں کو سننے اور دیکھنے سے ملے گی۔ ٹریک تبدیل ہوا اور آپ نے فکر نہ کی کہ میری ترجیح بدل رہی ہے اور اس ترجیح کو روک نہ سکے اور خطرہ اندر داخل ہو گا۔

وسوسہ ڈالنا

معقول یعنی عقل پر حملہ کروں گا۔ سامنے سے مطلب آنکھوں اور کانوں کے ذریعے حملہ کروں گا۔ الٹے سیدھے خیالات ڈالوں گا۔ اللہ کیا ہے؟ کیسے ہے؟ مذہب کی کیا ضرورت ہے۔ نبیوں کو کیوں بھیجا؟ وحی کا کیا معنی ہے؟

ہمیں عقل دی ہم خود نہیں سوچ سکتے تھے کہ اچھائی و برائی کیا ہے؟ ہم اتباع کیوں کریں؟ آج کا زمانہ میں چودہ سو سال کی پابندی کیوں کریں؟ دنیا ادھر جا رہی ہے میں اس طرف جاؤں گا لوگ مجھے اچھا نہیں سمجھیں گے۔ مجھے پرانے زمانے کا اور سادہ بندہ تصور کیا جائے گا۔ یہ لادینیت کے خیالات ہیں۔ اللہ کے وجود کے انکار کے خیالات ہیں۔ وحی الٰہی کا انکار سنت نبوی ﷺ کا انکار دین کی شرائط کا انکار اوامر و نواہی کا انکار یا شکوک ہیں وہ معقولات کے ذریعے ڈالتا ہے بندہ کہتا ہے کہ میں نے ایسی کوئی برائی نہیں کی۔ ایسی کسی مجلس میں نہیں بیٹھا وہ خطرہ ایک شک کی صورت میں ڈال دیتا ہے۔

> صالحین شاگردوں کی تربیت فرماتے کہ جب پہلی بار خطرہ آئے تو نفس کا محاسبہ کرو

شیطان کا ایک عمل شک پیدا کرنا ہے۔ اللہ اس کے رسول ﷺ کے بارے میں اور وحی الٰہی میں شک پیدا کرتا ہے جس کے ذریعے خیر و ہدایت مل رہی ہے اس کے تعلق کے بارے میں شک ڈالتا ہے۔ اولیاء و صالحین جن کو خیر کا وسیلہ بنایا گیا ہے اگر ان کے ساتھ جڑیں رہیں تو ہدایت ملتی رہے گی۔ اگر وہاں شک پیدا کر دے ادھر سے توڑے آپ کی

تقویت ختم ہو گئی جیسے فوجیں لڑتی ہیں پیچھے سے انہیں کمک ملتی رہتی ہے۔ اگر وہ توڑ دیں اور دشمن کی کمک جاری ہی رہے پھر سارے مر جاتے ہیں۔ ہر چیز کا نظام ایک ہی ہے کبھی یہ نہ سمجھیں جو کچھ مل رہا ہے وہ کافی ہے۔ ہر شخص کو بروقت کمک کی ضرورت ہے۔ اس لیے اللہ پاک نے فرمایا انہیں بار بار یاد دلائیں۔ اس عمل سے جنت ملے گی اس عمل سے دوزخ ہو گئی۔ انہیں بار بار یاد دلائیں۔ اللہ پاک نے ہدایت کا اصول دیا ہے۔ ہدایت ایک بار مل جانا کافی نہیں ہے۔ اس کا تسلسل جاری رہنا چاہیے جس راستے سے ہدایت ملی ہے وہ راستہ نہ کٹے۔

> **اللہ تعالیٰ ہر صدی میں مجدد پیدا کرتا ہے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلاتے اور بدی سے روکتے ہیں**

ایسے خوراک معاملے کو لے لیں۔ کوئی ایسا ہے جو کہے میں ایک بار کھالوں تو پھر میں زندہ رہوں گا۔ ناشتہ کرتے ہیں کھانا کھاتے ہیں۔ شام کو کچھ کھاتے ہیں ہر روز کھاتے ہیں، پھر ہی جسم کو توانائی ملتی ہے جسم ہر روز کھانے پینے کا محتاج ہے۔ پانچ دن بھی ایک کھانے کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ جسم خوراک کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح دل و روح زندہ نہیں رہ سکتے۔ جب تک انہیں زندگی کی خوراک نہ ملے۔ زندگی کی خوراک ان کے لیے ہدایت ہے۔ اس لیے مصطفوی مشن سے جڑتے رہیں۔ جہاں سے ہدایت مل رہی ہے اس سے جڑے رہیں۔ اس رشتہ کو نہ توڑیں۔ جس سے اطاعت کی توفیق کے لیے رغبت ملتی ہے اللہ کی قربت کا سبق ہے۔ مرتے دم تک اس تعلق کو چھوڑیں جبکہ شیطان اس تعلق کو توڑنے کے لیے شک پیدا کر سکے گا۔ اس سارے عمل میں جن خواطر سے بچنا ہے ان کی پہچان بھی اشد ضروری ہے۔ خواطر کی چار اقسام ہیں:

۱۔ خاطر نفسانی　　۲۔ خاطر شیطانی

۳۔ خاطر ملکی　　۴۔ ربانی ورحمانی

خواطر نفسانی کے لیے فرمایا اے اللہ! بری طرح وسوسہ ڈالنے والے خناس سے بچا۔

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔ (الناس، ۵: ۱۱۴)

"جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔"

شیطان لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ یکسوئی کو ختم کرنے والا، انتشار پیدا کرنے والا

ہدایت چھیننے والا، وہی وسوسہ ڈالتا ہے من الجنة والناس وہ جنات میں سے بھی ہے اور لوگوں میں سے بھی ہے۔ جو بغیر ارادے کے دل میں داخل ہو جائے اس کو خواطر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے متقی بننے کے لیے فرمایا:

الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ (البقرہ، ۲: ۱، ۲)

" الف لام میم (حقیقی معنی اللہ اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں)۔ (یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔"

یہ قرآن متقین کے لیے ہدایت ہے جو اپنی حفاظت کرتے ہیں ان کو ہدایت نہیں ملے گی جو اپنے آپ کو محفوظ نہیں کرتے پھر سمجھتے ہیں کہ ہدایت بھی مل جائے فرمایا پہلے اپنے آپ کو سیکیور کرو۔ جو اپنے آپ کو سیکیور کرتے ہیں قرآن مجید ان کو ہدایت دیتا ہے۔ متقی وہ ہیں جو اپنے آپ کو محفوظ کرنے والے ہیں۔ ان کے لیے فرمایا اس کتاب میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ شک کی جڑ ہی کاٹ دی ہے۔ ایمان نام ہے تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان کا۔ تصدیق تب ہی ہوتی ہے جب دل کا اطمینان ہوتا ہے۔ دل ایک چیز پر جمتا ہے۔ دل کو سکون ہوتا ہے اس اطمینان سے تصدیق ہوتی ہے جب تشکیک آجائے تو تصدیق چلی جاتی ہے۔

شک کی جڑ کٹے تو بندہ متقی بنتا ہے پھر اپنی حفاظت کرتا ہے۔ نفسانی شہوات کے ساتھ، برائی کی لذتیں ہیں۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ۔ (آل عمران، ۳: ۱۴)

" لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت (خوب) آراستہ کر دی گئی ہے۔"

جو دائیں ہاتھ والے ہوتے ہیں ان کا دایاں ہاتھ زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ سوائے ان کے جن کا پیدائشی طور پر بایاں ہاتھ مضبوط ہوتا ہے۔ زمین کے اندر کلچر ہے اس کو سامنے رکھ کر فرمایا یمین جو ان کے مضبوط حصے ہیں ان پر بھی حملہ کروں گا جن کا بایاں ہاتھ مضبوط ہوتا ہے اس پر بھی حملہ کروں گا۔ شیطان مضبوط حصے میں اپنا لشکر بھیجتا ہے، کمزور حصے میں وہاں اپنے چھوٹے موٹے شیطان کو بھیجتا ہے۔ یہ شیاطین وسوسے ڈالتے ہیں۔

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ۔ (الانعام، ۶: ۱۲۰)

" اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں (وسوسے) ڈالتے رہتے ہیں۔"

شیطان انسانوں کے دلوں میں برے خیالات، شک اور تذبذب ڈالتے ہیں تاکہ جس میں جے

ہوئے ہیں ان میں اضطراب پیدا ہو جائے، تعلق و واسطہ ختم ہو جائے ان کو ناشکرا بنا دے گا۔ ناشکری کی ابتدا بندوں کی ناشکری سے ہوتی ہے۔ آقاؐ نے فرمایا جس نے بندے کا شکرادا نہیں کیا اس نے میرا شکر ادا نہیں کیا۔ جس بندے سے آپ کو خیر ملی ہم اسی کا ناشکرا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد راستہ ناشکری کا کھل جاتا ہے۔ چلتے چلتے انسان اللہ کا بھی ناشکرا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ شیاطین انسانوں میں سے بھی ہیں جنات میں سے بھی ہیں۔ کئی لوگ بالکل شیطان ہیں لوگوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ان کے ذریعے ہدایت کے راستے ٹوٹ رہے ہیں۔ چاروں طرف سے حملہ آور ہو کر معقولات، احساسات اور شہوات کے ذریعے۔ اس لیے حق و باطل کی روز اول سے جنگ ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے ربانی اولیاء بھیجے۔

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ۔ (الاعراف،۷: ۲۷)

"بے شک وہ (خود) اور اس کا قبیلہ تمہیں (ایسی ایسی جگہوں سے) دیکھتا (رہتا) ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ۔ (الحجر،۱۵: ۴۲)

"بے شک میرے (اخلاص یافتہ) بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔"

یہ کیسے ہو سکتا ہے شیطان کو کھلا چھوڑ دے ادھر ہدایت دینے والے لشکر نہ ہو۔ جس طرح گمراہی کرنے کے لیے شیطان کے جلود ہیں اس طرح سیدھی راہ پر لانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہیں جب انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم ہو گیا تو انسانوں کی ہدایت کے لیے اولیاء کو بھیجا۔ جس طرح جنات اور انسانوں میں شیطان ہیں۔ اسی طرح ہدایت کی راہ نمائی کرنے لیے ملائکہ اور انسانوں میں سے بھی ہیں۔ ان کو اولیاء صالحین اور مجدد کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر صدی میں مجدد پیدا کرتا ہے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلاتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں۔ خیر کو فروغ دیتے ہیں وہ نیکی کا خیال دلوں میں ڈالتے ہیں۔ یہ حق باطل کی جنگ ہے اگر باطل کا جال ہے تو حق کا بھی جال ہے۔

منہاج القرآن، خواتین کی دینی و علمی خدمات

سمیہ اسلام

اسلام نے عورت کو ذلت اور غلامی کی زندگی سے آزاد کرایا اور ظلم و استحصال سے نجات دلائی۔ اسلام نے ان تمام قبیح رسوم کا قلع قمع کر دیا جو عورت کے انسانی وقار کے منافی تھیں لیکن عورت جو قبل از اسلام مرتبۂ انسانیت سے گرادی گئی تھی۔ محسنِ انسانیت جناب رسول اللہ ﷺ نے انسانی سماج پر احسانِ عظیم فرمایا عورتوں کو ظلم، بے حیائی، رسوائی اور تباہی کے گڑھے سے نکالا انہیں تحفظ بخشا ان کے حقوق اجاگر کیے۔ اسلام نے عورت کو ہر لحاظ سے مقام و مرتبہ دیا اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے عورت سوسائٹی میں وہی و مقام رکھتی ہے جو ایک مرد کو حاصل ہے۔ اسلام نے عورت کو اس کے حقوق سے آشناء کیا، اسے علم کی دولت سے مالا مال کیا اور تہذیب و شائستگی و سلیقہ مندی کی بدولت نہ صرف مقتدر طبقہ بلکہ پورے معاشرے میں اسے خاصا اثر و رسوخ حاصل ہو گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس طرح مردوں سے دین کی خدمت لی ہے، اسی طرح عورتوں سے بھی دینی خدمت لیتا آیا ہے، قرآن کریم میں سورۃ النمل اور سورۃ القصص دو مفصل سورتیں ہیں، ایک میں ملکہ بلقیس کی حقیقت پسندی اور ایمان ذکر فرمایا ہے اس کے بعد متصل سورت میں فرعون کا قصہ ہے، اس میں اشارہ ہے کہ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ حقیقت پسند اور زیادہ دین کا کام کرنے والی ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جن باکمال عورتوں کا تذکرہ ملتا ہے ان میں حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن بہت نمایاں ہیں، ان میں سے ہر خاتون کی دینی، علمی،

عملی ہر اعتبار سے ہر ایک کی الگ خصوصیت تھی، گویا ہمیں یہ حکم ہو رہا ہے کہ ہماری عورتوں کو ان خصوصیات کے اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ دین کے لئے قربانی دیتی تھیں، دین کے لئے جتنی قربانی انہوں نے دی، اتنی قربانی دوسری عورتوں نے بہت کم دی ہو گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور ان کو تسلی دینا اور ان پر اپنا مال خرچ کرنا اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں رہنا اور بھوک و پیاس برداشت کرنا، یہ ان کی خصوصیات تھیں، اس خصوصیت کو ہم بھی

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی دین کیلئے دی جانے والی قربانیاں اپنی مثال آپ ہیں

اور ہماری عورتیں بھی اختیار کریں کہ اپنا مال دین پر خرچ کریں اور دین کے راستے میں بچے اور بچیوں پر تکلیف آئے یا شوہر پر تکلیف آئے تو ان کو حوصلہ دیں۔

تسلی دینا، مال خرچ کرنا اور مصیبت برداشت کرنا یہ خصوصیت ہماری عورتوں میں بھی آنی چاہئے جتنا عمل اونچا ہوتا ہے جزاء بھی اتنا ہوتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جبریل نے مجھے فرمایا کہ: میں خدیجہ کو ایسے محل کی خوشخبری دوں جو موتی کا بنا ہوا ہے۔ جنہوں نے دین میں مشقت برداشت کی ان کے ساتھ خاص فضل و کرم اور راحت والا معاملہ ہو گا، ایک پہلو تو یہ ہے، اس پہلو سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

دوسری عورت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھی وہ حضرت عائشہ تھیں، ان کی دیگر خصوصیات کے علاوہ ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ وہ علم کے حاصل کرنے میں بہت زیادہ مشغول تھیں، محدثین نے راویوں کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ بعض راویوں کو مکثرین کہتے ہیں، جن صحابہ سے ایک ہزار سے زیادہ روایات مروی ہوں وہ مکثرین ہیں۔ جن راویوں سے سو سے لے کر ہزار تک احادیث مروی ہوں ان کو متوسطین کہتے ہیں۔ جن صحابہ سے سو سے کم احادیث مروی ہوں ان کو مقلّین کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ کا شمار مکثرات صحابہ میں سے ہے، اور ان سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔

سب سے پہلا مرتبہ حضرت ابو ہریرہ کا ہے ان سے ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں، اس کے بعد ابن عمر ہیں، اس کے بعد حضرت انس اور اس کے بعد حضرت عائشہ ہیں جن سے ۲۲۱۰ روایات مروی

ہیں۔ تو ہماری خواتین کا فرض یہ ہے کہ وہ حضرت عائشہ کی وراثت کو سنبھالیں، ان کی وراثت، علم کا پھیلانا ہے، حضرت عائشہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی علم سکھاتی تھیں، اور رشتہ داروں کے علاوہ دوسرے مرد صحابہ بھی پردے کے پیچھے بیٹھ کر ان سے علمی استفادہ کرتے تھے، جس پر کئی احادیث دال ہیں کہ پردے کے پیچھے سے حضرت عائشہ نے یہ فرمایا، یہ فرمایا وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی ایک خاتون حضرت فاطمہ تھیں، ان کو ایک نمایاں خصوصیت یہ حاصل تھی کہ وہ گھر کا کام کاج خود کیا کرتی تھیں، وہ واقعہ تو آپ سب جانتی ہوں گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام اور خادمائیں آئی تھیں، حضرت فاطمہ نے گھر کے کام کاج کے لئے ایک خادم طلب فرمایا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم عطا نہیں فرمایا بلکہ اس کی جگہ تسبیحاتِ فاطمہ سکھائیں۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ تسبیحاتِ فاطمہ کو غنیٰ، مال داری اور رزق کی وسعت میں بہت بڑا دخل ہے۔ دوسری بات جو ہمیں اس روایت سے ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خادم یا خادمہ کا انتظام نہیں فرمایا، کیونکہ گھر کا کام کاج خادم کے بغیر عورت چلا سکتی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خادم دے دیتے تو یہ مسئلہ بن جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو جب خادمہ ملی تھی تو ہم سب کو بھی خادمہ ملنی چاہئے، بغیر خادمہ کے کام ہی نہیں کریں گی۔ حالانکہ غریب اور متوسط گھرانوں میں یہ کام نہیں ہوتا یہ خادم اور خادمائیں نہیں ہوتیں۔ تو جیسے آپ کا کام علم سیکھنا ہے، اسی طرح آپ کا کام گھر کا کام کاج سیکھنا بھی ہے، آپ کی ڈیوٹی اور فرائض مردوں سے زیادہ ہیں، کیونکہ مردوں کا کام صرف باہر کا کام ہے، اور آپ کے ذمہ گھر کے کام کاج کے ساتھ علم کا کام بھی ہے جو کہ حضرت عائشہ و فاطمہ کا تھا، ایسا نہ ہو کہ بعد میں لوگوں کو پریشانیاں لاحق ہوں، آپ علیہ السلام کے گھر کی تینوں خواتین کی خصوصیات پر ہمیں نظر رکھنی چاہئے۔

> منہاج القرآن ویمن لیگ کی خواتین دنیا بھر میں بطور داعیہ اسلام کا پرچم بلند کر رہی ہیں

منہاج القرآن ویمن لیگ، تحریک منہاج القرآن کا ایک اہم فورم ہے۔ جس کا دائرۂ کار خواتینِ معاشرہ ہیں۔ خواتین معاشرہ کی اساس ہیں اور نئی نسل انہی کی گود سے پروان چڑھتی ہے۔

اگر ایک خاتون کی سوچ کا دھارا بدل دیا جائے تو وہ تنہا پورے خاندان کی سوچ اور جہت کو تبدیل کر سکتی ہے۔ لہٰذا اس اَہم ترین طبقہ ہائے جنس میں شعوری، علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی اقدار کے احیاء کے لیے یہ فورم اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ اس میں ہر شعبہ ہائے زندگی کی خواتین شامل ہو کر اپنا کردار بخوشی نبھا رہی ہیں۔ اس فورم کا وسیع نیٹ ورک عملی صلاحیتوں کے ساتھ ایک روشن مستقبل کی طرف بڑھ رہا ہے، جس نے نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ممالک بھی دین کے پیغام کو ایک نئے رنگ اور اُسلوب سے پہنچایا ہے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ گزشتہ تین دہائیوں میں شاندار تنظیمی و تحریکی کردار اور فکری و نظریاتی جدوجہد سے دنیا کے 30 سے زائد ممالک میں اپنا مؤثر وجود قائم رکھے ہوئے ہے۔ محبتِ الٰہی کا حصول ہو یا عشق و ادبِ رسول ﷺ کا فروغ، اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت ہو یا علمی و فکری اصلاح، معاشی فلاح و بہبود کی ذمہ داری ہو یا معاشرتی و سماجی حقوق و فرائض کی اصلاح کا فریضہ ہو یا عوامی تحریک کا سیاسی سفر، منہاج القرآن ویمن لیگ نے ہر سطح پر خود کو منوایا ہے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس نے ہر شعبہ میں اور بالخصوص تعلیم و تربیت، قیامِ اَمن اور معاشرتی اِصلاح میں اپنا متحرک کردار ادا کیا ہے اور اسلام کے بنیادی عقائد اور اقدار کے تحفظ کے ساتھ ساتھ خواتین میں بیداریِ شعور کے حوالے سے ویمن لیگ نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ کانفرنسز، علمی و تحقیقی منصوبہ جات اور عملی اصلاحی سرگرمیوں کے ذریعے ہزارہا خواتین کو اپنی طرف راغب کیا ہے۔ یہ خواتین اس پلیٹ فارم سے اخلاقی، نظریاتی اور تربیتی مراحل سے گزر کر باعمل مسلمان اور ذمہ دار شہری کی حیثیت سے فعال کردار ادا کر رہی ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کے تحت درج ذیل شعبہ جات فروغِ دین میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں: شعبہ تنظیم، شعبہ دعوت، شعبہ تربیت، شعبہ ایم ایس ایم سسٹرز، شعبہ عرفان الہدایہ، شعبہ سماجی و فلاحی امور، شعبہ اُمورِ اَطفال، شعبہ سوشل میڈیا، شعبہ ماہنامہ دخترانِ اسلام، شعبہ منہاجینز

عورت نہ صرف خاندان کی اساس ہے بلکہ معاشرہ ساز بھی ہے اور اس کی تربیت معاشرہ کی تعمیر میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ بلا تفریق ہر پہلو سے خواتین کو باشعور بنانے میں کوشاں ہے۔اس کی بھرپور کوشش رہی ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کو درپیش مسائل اور مشکلات کا قابلِ عمل اور یقینی حل پیش کرنے کے قابل بنانا ہے۔اس نے دینی علوم اور جدید عصری و سائنسی علوم کی روشنی میں محدود سوچ اور تعصبات کی شکار خواتین میں اُمت کے اجتماعی تحفظ کا داعیہ بیدار کیا ہے۔اس کے علاوہ منہاج القرآن ویمن لیگ کے مقاصد میں دعوت و تبلیغ کا مربوط نظام قائم کرکے صنفِ نازک کو دینِ اِسلام کی طرف راغب کرنا تاکہ دینِ مبین سے دوری کا خاتمہ ہو اور خواتین کی تعمیرِ شخصیت ممکن ہو سکے۔خواتین میں اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ فرائض کی ادائیگی کا شعور پیدا کرنا تاکہ اُصولِ مواخات و مساوات پر مبنی مثالی معاشرہ قائم ہو سکے۔عوام میں شعور و آگہی پیدا کرنا تاکہ دینی غیرت و حمیت اور قومی و ملی جذبہ پروان چڑھایا جاسکے۔خواتین کی بطور انسان، بطور شہری اور بطور اُمتی معاشرہ کی تشکیل میں اہمیت کو اجاگر کرنا اور عملی کردار ادا کرنے کے لیے تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم پر متحد ہونے کی ترغیب دینا شامل ہے۔

> **شیخ الاسلام اُمت مسلمہ کے ہر فرد کو ”کنتم خیرا امتہ“ کی عملی تصویر بنانے کے مشن پر گامزن ہیں**

عورت معاشرہ ساز ہے اسکی تربیت معاشرہ کی تعمیر میں نمایاں مقام رکھتی ہے لہذا ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے امت مسلمہ کو کنتم خیرا امتہ کی عملی تصویر بنانے کے جس مشن کا آغاز کیا اس میں خواتین کا بحثیت داعیہ اہم کردار شامل ہے یہی وجہ ہے کہ آج تحریک منہاج القرآن کے رفقاء میں خواتین کی ایک کثیر تعداد شامل ہے جو بطور مبلغہ اور مقررہ معاشرے میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ویمن لیگ کے پلیٹ فارم سے سپیکرز فورم کے ذریعے خواتین دنیا بھر میں اپنے موثر انداز تقریر سے اسلام کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرِ اہتمام

محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری کی زیرِ صدارت

التربیۃ کیمپ 2023ء

کا انعقاد: پاکستان کے طول وعرض سے ہزاروں خواتین کی شرکت

"خواتین کی تعلیم و تربیت سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے"

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

"عورتیں مردوں کی طرح فرائض، جدوجہد، اور اجر و ثواب میں برابر ہیں"

" شیخ الاسلام کی خواتین کے "التربیہ کیمپ "2023 سے خصوصی گفتگو

تحریک میں کامیابی کا 10 نکاتی ایجنڈا: خصوصی خطاب ڈاکٹر غزالہ قادری

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ منہاج القرآن جیسے مذہبی اداروں میں خواتین کو بااختیار بنانے سے

معاشرے میں نمایاں تبدیلی آ سکتی ہے؟

اپنی رائے درج ذیل ای میل ایڈریس پر لکھیں۔

dukhtaraneislampk@gmail.com

التربیہ کیمپ 2023ء

مرتبہ: ثناء وحید

تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے منہاج القران ویمن لیگ کے زیر اہتمام منعقدہ "ایک روزہ التربیہ 2023 کیمپ" سے ویڈیو لنک پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خواتین کی تعلیم و تربیت کرنا سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ پورے عہدِ نبوی میں حضور نبی اکرمؐ اور امہات المومنین و داعیہ صحابیات کی طرف سے خواتین کی تعلیم و تربیت کی گئی۔ معاشرے کے اخلاقی بگاڑ کی درستگی کے لیے عورت کو تعلیم کے ساتھ تربیت دینا ہو گی اور اس کے اسلام کے داعیہ والے کردار کا احیاء کرنا ہو گا۔ مصطفوی تعلیمات و اخلاق سے آراستہ داعیہ ماں ایک گھر نہیں بلکہ پوری سوسائٹی کے لیے باعثِ خیر و ثمرات ہوتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ عورت کو کچن یا گھر کی چاردیواری میں بند رکھنے کے رویوں کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عورتیں مردوں کی طرح فرائض، جدوجہد، اور اجر و ثواب میں برابر ہیں۔ انہوں نے منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام منعقدہ ایک روزہ کامیاب تربیتی کیمپ اور اس میں شریک ایک ہزار سے زائد خواتین عہدیداروں کو مبارکباد دی، کامیاب التربیہ کیمپ کے انعقاد پر شیخ الاسلام نے منہاج القرآن ویمن لیگ انٹرنیشنل کی صدر ڈاکٹر غزالہ

قادری، منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان کی صدر ڈاکٹر فرح ناز، نائب صدر سدرہ کرامت اور الترببیہ کیمپ کی جملہ منتظمین کو مبارکباد دی۔

تربیتی کیمپ سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر غزالہ قادری نے کہا کہ اسلام نے خواتین کے فعال سماجی، معاشرتی، دینی، تعلیمی و تربیتی کردار کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ ہمیں انفرادی سوچ سے نکل کر اجتماعی سوچ پیدا کرنی ہے۔ ذاتی اختلافات کو اجتماعی مفادات پر فوقیت حاصل نہیں ہونی چاہیئے۔ ایمان اور کردار کی طاقت سے سوسائٹی کو ظلمت و جہالت کے اندھیروں سے نکالا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تعمیری رویوں کی بات ہوتی ہے وہاں شیطان کے حملے تیز ہو جاتے ہیں، ایمان اور شخصی کردار شیطان کے حملوں سے بچاتے ہیں۔

انہوں نے اپنے خصوصی لیکچر میں کہا کہ آج حقوق نسواں، تکریمِ نسواں، ویمن امپاورمنت، صنفی امتیازات، صنفی تشدد بڑے چیلنج بنے ہوئے ہیں اوران چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ایام منائے جاتے ہیں، جبکہ اسلام وہ واحد ضابطہ حیات ہے جس نے عورت کو ماں، ساس، بہن، بیٹی، بہو اور بیوی کا مقام دے کر اس کی تکریم اور حقوق و فرائض کا تعین کر دیا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ تکریم نسواں کا مصطفوی ماحول پیدا ہو جائے تو پیغمبر اسلام کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جائے اور آپ ﷺ کے فرامین کو ہم اپنی زندگیوں پر نافذ کریں۔

انہوں نے کہا کہ تحریکِ منہاج القرآن پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات کے مطابق خواتین کے مثبت فعال اور موثر کردار کے لیے عملی اقدامات میں کوشاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیخ الاسلام نے سوسائٹی کو علم و امن اور اخلاق و کردار کے اوصاف سے متصف کرنے کے لیے 25 ہزار مراکزِ علم قائم کرنے کا ویژن دیا ہے۔ خواتین اس ویژن کو عمل کا جامہ پہنانے کے لیے فیصلہ کن کردار ادا کر سکتی ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 35 کی روشنی میں 10 نکاتی ایجنڈا پیش کیا جس کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے:

تحریک میں کامیابی کا 10 نکاتی ایجنڈا

پہلا کردار

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

”بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں“

تحریک منہاج القرآن میں شامل ہونے کا پہلا مقصد یہ ہے کہ اسلام پر مکمل عمل پیرا ہوا جائے۔

دوسرا کردار

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

”اور مومن مرد اور مومن عورتیں“

اپنی اور دوسروں کی زندگیوں میں اسلام اور مصطفوی مشن نافذ کرنا ہے۔

تیسرا کردار

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

”فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں“

ہر وقت نفس اور شیطان کے حملوں سے بچنا اور اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی اطاعت واتباع میں زندگی گزارنا۔

چوتھا کردار

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

”صدق والے مرد اور صدق والی عورتیں“

فرمانبرداری میں ہمیشہ حسنِ نیت اور کامل اِخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کا طلب گار رہنا۔

پانچواں کردار

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

”صبر والے مرد اور صبر والی خواتین“

ہر حال میں نظم وضبط کی پابندی کرنا اور تحمل، بردباری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا۔

چھٹا کردار

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

”عاجزی والے مرد اور عاجزی والی عورتیں“

ہر لمحہ دھیان رہے کہ سب کچھ اللہ کی منشاء اور اُس کے فضل واحسان سے ہے اور کسی کارِ خیر میں میری ذات کا کوئی مال نہیں ہے۔

ساتواں کردار عاجز کیسے بنا جائے؟

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

”صدقہ و خیرات کرنے والے مرد اور صدقہ و خیرات کرنے والی عورتیں“۔

صدقہ و خیرات سے مراد صرف مال اور دولت خرچ کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کرنا۔

آٹھواں کردار کیا مجھے اِس کا کوئی اِعزاز نہیں ملنا؟ میری پذیرائی کا کیا ہوگا؟

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ

”روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں“

روزہ رکھ کر اُن تمام خواہشات پر قابو پانا جو ہمارے نفس کو خوراک مہیا کرتی اور اسے سرکشی پر آمادہ کرتی ہیں۔

نواں کردار

وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

”اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں“

نیک صحبت، شیخ الاسلام کے خطابات اور کتب کے مطالعہ کے ذریعے اپنی اور مشن کی حفاظت کرنا۔

دسواں کردار

وَالذّٰكِرِيْنَ اللهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ

”کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں“

ہر وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے پختہ تعلق بحال رکھیں۔ اپنی آخرت کبھی نہ بھولیں۔

ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے ملک کے طول و ارض سے تربیتی ورکشاپ میں شرکت کرنے والے خواتین عہدیداروں کے جذبۂ خدمتِ دین کو سراہا اور انہیں مبارکباد دی۔

ورکشاپ برائے علمی تربیت

التربیہ کیمپ 2023ء میں ہونے والی ورکشاپ برائے علمی تربیت کو شرکاء کے لیے درج ذیل اہداف کو مدنظر رکھ کر تربیت دیا گیا:

۱۔ انتخاب امیر و اطاعتِ امیر

۲۔ احساسِ ذمہ داری

۳۔ رائے سازی، اختلافِ رائے اور مشاورت

۴۔ منصوبہ بندی و فیصلہ سازی

۵۔ ٹیم ورک: تمام شرکاء کی ذہنی، فکری، جسمانی شرکت، توجہ اور مشغولیت

۶۔ مقررہ وقت کا بہترین اور صحیح استعمال

۷۔ معاشرتی فہم اور حالاتِ حاضرہ کا ادراک

۸۔ وژن کی واضحیت

اور اس کی ہماری مہمات اور پلاننگ سے مطابقت

منہاج القران ویمن لیگ کراچی زون کی جانب سے اس کیمپ میں آن لائن شرکت کا اہتمام کیا گیا تھا کراچی کے جملہ ٹاؤن سے تنظیمی ذمہ داران نے اس انتہائی موثر کیمپ سے استفادہ کیا۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئر مین سپریم کونسل)

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام ایک روزہ کامیاب تربیتی کیمپ کے شاندار اور کامیاب انعقاد پر جملہ منتظمین اور شرکاء کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اس تربیتی کیمپ میں ملک بھر سے ایک ہزار سے زائد ویمن لیگ کی عہدیدار بہنوں بیٹیوں نے شرکت کی اور انہماک کے ساتھ تربیتی سیشنز میں حصہ لیا، اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ سوسائٹی کو پرامن، تہذیب یافتہ اور خوشحال بنانے کے لیے خواتین کو ترقی کے مساوی مواقع دینے کے ساتھ ساتھ انھیں ضروری تعلیم و تربیت دینا اور حقوق و فرائض کا شعور اجاگر کرنا ایک ناگزیر دینی و ملی فریضہ ہے۔ الحمد للہ منہاج القرآن ویمن لیگ اپنے اس دینی، قومی، ملی و تحریکی فریضہ کو احسن انداز کے ساتھ انجام دے رہی ہے۔ اللہ رب العزت مشن کی ان عظیم داعیہ بہنوں اور بیٹیوں کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ کے زیر سایہ جاری خدمت دین اور خدمت انسانیت، تعمیر کردار و اخلاق کے اس مصطفوی مشن کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی سے ہمکنار فرمائے اور ہم سب اپنی زندگیوں میں مصطفوی مشن کی برکات

سے ملی اتحاد و یگانگت اور پاکستان کو امن و خوش حالی کا گہوارہ بنتے ہوئے دیکھیں۔ آمین

محمد فاروق رانا (ڈائریکٹر فریدِ مِلّت ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ)

26 نومبر 2023ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان کے زیرِ اہتمام ایک روزہ ’’التربیۃ کیمپ 2023ء‘‘ منعقد ہوا جس میں پاکستان بھر سے ویمن لیگ کی تنظیمی عہدے داران نے بھرپور شرکت کی۔ ’’التربیۃ کیمپ 2023ء‘‘ کے مناظر کے بارے میں جان کر، سن کر اور دیکھ کر ہر کسی کو بے پایاں مسرت اور بے کراں شادمانی ہوئی کہ اپنی نوعیت کے اس فقید المثال اور باکمال کیمپ میں ایک ہزار سے زائد رجسٹرڈ خواتین نے شرکت کی تھی۔

پورے دن کے کسی کیمپ میں خواتین کی شرکت بہ ظاہر کٹھن اور دشوار ہوتی ہے لیکن لائقِ صد تحسین و آلف ستائش ہیں تحریک منہاج القرآن سے وابستہ وہ تمام بہنیں اور بیٹیاں جنہوں نے اس کیمپ میں اِنتہائی اِنہماک و اِستغراق سے حصہ لیا اور اس کے تمام قطعات میں پوری دلچسپی، یکسوئی اور خوش دلی کے ساتھ شرکت کی۔ بلکہ دوسرے شہروں سے آنے والی بہنیں اور بیٹیاں تو کیمپ میں شرکت کے لیے ایک روز قبل ہی مرکزی سیکرٹریٹ پہنچ گئی تھیں۔ یہ کوئی نیا منظر نہیں تھا بلکہ اِس سے قبل بھی چشمِ فلک یہ خوش منظر کئی بار دیکھ چکی ہے کہ یخ بستہ سردی کا لانگ مارچ ہو یا دہکتے موسمِ گرما میں ہونے والا اِنقلاب مارچ؛ ہر ہر مرحلہ اور ہر ہر سرگرمی میں منہاج القرآن سے وابستہ بہنیں اور بیٹیاں ہمیشہ اگلے محاذوں میں نظر آتی ہیں۔

یہ اَمر بھی اِنتہائی شادمانی کا باعث ہے کہ منہاج القرآن ویمن لیگ انٹرنیشنل کی صدر محترمہ باجی ڈاکٹر غزالہ قادری صاحبہ خصوصی طور پر کینیڈا سے اس کیمپ کی صدارت کے لیے تشریف لائیں۔ آپ نے کیمپ کی منصوبہ بندی سے لے کر اِس کے اِنتظام و اِنصرام تک ہر ہر مرحلہ پر نادِر ہدایات سے نوازا۔ آپ نے تمام دن نہ صرف اِس کیمپ کی قیادت کی بلکہ خصوصی لیکچر دینے کے ساتھ ساتھ ورکشاپس اور پریزینٹیشنز میں بھی دلجمعی کے ساتھ شامل رہیں۔ یقیناً آپ کی گفتگو اور راہ نمائی سب کے لیے خوب حوصلہ اَفزاء رہی جس کے مستقبل میں نہایت مثبت اَثرات ہوں گے۔ تحریک منہاج القرآن ایک عالم گیر دعوتی مشن ہے۔ اِس تحریک کے ساتھ سنگت و رفاقت کی دعوت تمام اُمہ اور انسانیت کے لیے ہے۔ عمومی مشاہدہ ہے کہ ہمارے ہاں اَن گنت دینی، اِصلاحی اور فکری و نظری تحریکیں، جماعتیں اور گروہ موجود ہیں۔ ان کے قائدین تو اس میں بھرپور شرکت کرتے ہیں کیوں کہ وہ مؤسّس اور بانی ہوتے ہیں لیکن قائدین کے اہل و عیال اس تحریک کے مشن اور دعوت سے نابلد

ہوتے ہیں۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل پر اللہ رب العزت کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس کی قیادت کے اہلِ خانہ اس عالم گیر دعوت، تحریک اور مشن کا جزو لاینفک ہی نہیں بلکہ ایک متحرک حصہ ہیں۔

''یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے نوازتا ہے۔''

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ حضور سیدی شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ نے 2023ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ کا سال قرار دیا تھا، جس پر ویمن لیگ نے اپنی سرگرمیوں اور پروگرامز کے ذریعے اپنا اِستحقاق بھی ثابت کیا ہے۔ آخر میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی تمام انتظامیہ، ذمہ داران اور عہدے داران کو گل ہائے تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت کامیاب اور ایک عظیم الشان ''التربیۃ کیمپ'' کا انعقاد کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس سلسلے کو آنے والے دنوں میں ویمن لیگ کو ترویج اور فروغ دینے کی ہمت عطا کرے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

ڈاکٹر فرح ناز (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ)

پاکستان بھر سے کثیر تعداد میں شرکت کرنے والی ضلعی، تحصیلی، یوسی اور یونٹ سطح کی تنظیمات کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور آپ سب ذمہ داران کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے بطور ویمن لیگ ذمہ دار اپنی فکری، شعوری اور تنظیمی تربیت کے لیے اس کیمپ میں اپنی شرکت کو یقینی بنایا۔

اس موقع پر مرکزی ناظمات زونز، ناظمات شعبہ جات، زونل ناظمات اور ڈائریکٹر شعبہ جات کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں جنھوں نے انتھک کاوشوں سے کثیر تعداد میں ذمہ داران کی شرکت کو ممکن بنایا۔

اللہ پاک سب بہنوں کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں حضور ﷺ کے دین متین کی خدمت پر استقامت سے کاربند رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

منہاج القرآن ویمن لیگ
التربیۃ
al-tarbiyah

التربیۃ
al-tarbiyah

WOMEN LEAGUE
2023

مصطفوی معاشرہ کا قیام

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ (العنکبوت، 29: 69)

”اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناانہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں۔“

جو لوگ کسی بھی میدان میں اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے جدوجہد کرتے ہیں باری تعالیٰ ان کی جدوجہد کو ثمر آور کرتا ہے اور ان کی سعی و کاوش کو نتیجہ خیز بناتا ہے اور کامیابی اور کامرانی کو ان کے مقدر کرتا ہے۔ یہ آیت عرفان ذات اور عرفان معاشرہ سے لے کر عرفان الٰہی تک ہم کو پہنچاتی ہے۔

اگر ہم اللہ کی معرفت حاصل کرنا چاہیں تو وہ رب اپنی ذات کی بے شمار نشانیاں اپنی معرفت کے لیے ہمیں عطا کرتا ہے۔ اس نے یہ نشانیاں ہمارے اندر بھی رکھی ہیں اور ہمارے باہر بھی رکھی ہیں۔ یہ نشانیاں کائنات نفس میں بھی ہیں اور کائنات آفاق میں بھی ہیں۔ انسان کے اندر اللہ نے اپنی نشانیاں رکھی ہیں۔

اسی لیے انسان کے جسمانی اعضا اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق اپنا اپنا کام کررہے ہیں۔ ہمارا جگر خوراک سے خون بنا کر ہماری رگوں کو پہنچا رہا ہے اور فاضل چیزوں کو ہمارے مثانے کی طرف بھیج رہا ہے۔

ہمارا معدہ ہماری غذا کو ہضم کر رہا ہے اور فاسد مادوں کو ہماری بڑی آنت کی طرف بھیج رہا ہے اور کائنات خارج میں اللہ اپنی نشانیاں یوں دکھا رہا ہے کہ سورج طلوع ہو کر دن کو روشن کر رہا ہے تاکہ لوگ کاروبار حیات کو انجام دے سکیں۔ اور سورج غروب ہو کر رات کو لانے کا باعث بن رہا ہے تاکہ لوگ دن بھر کی تھکاوٹ رات کے آرام کے ذریعے ختم کر سکیں۔ اس سارے نظام انفس اور کائنات خارج آفاق میں وحدت امر اور یکجہتی حکم پائی جاتی ہے اور نظام کائنات کی وحدت اس نظام کو چلانے والے کی وحدت اور توحید پر بہت بڑی علامت اور دلیل خود یہ عالم شہادت ہے۔

غرضیکہ جو انسان بھی جاھدوا فینا کا عمل اختیار کرتا ہے اور اس عمل کا مقصد منتھی للہ، اللہ کی رضا اور خوشنودی ہوتی ہے تو وہ عمل اللہ کی مدد و نصرت سے والذین جاھدوا فینا ہو جاتا ہے اور اس عمل کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی ضمانت آیہ کریمہ کا یہ حصہ دیتا ہے لنھدینھم ہدایت الٰہیہ ایصال الی المطلوب کی منزل پر فائز کرتی ہے۔

اگر ہم اپنا مقصد کسی عظیم عمل کو بنالیں تو رب کا وعدہ ہے کہ لنھدینھم کا چشمہ ہماری بارگاہ سے جاری ہو جائے گا۔ انسان کو پل پل، لحہ لحہ ہدایت ربانی ملتی رہے گی اور وہ منزل کی طرف بڑھتا رہے گا۔

جھد یجھد کا معنی کوشش کرنا ہے جبکہ جاھد کا معنی مقابلہ کرنا ہے۔ یہ باب مفاعلہ کا صیغہ ہے اس میں مبالغے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے اور جاھدوا کا معنی یہ ہے کہ کسی کے مقابلے کے لیے اپنی پوری کوشش لگا دینا جاھدوا کہلاتا ہے۔

انسانی جدوجہد اور مقصد حیات

تمام تر رکاوٹوں کی پرواہ کیے بغیر اپنی ساری صلاحیتوں اور اپنی ساری استعدادوں کو صرف کر دینا جاھدوا کہلاتا ہے۔ حتی کہ اپنے مقصد حیات کو حاصل کرنے کے لیے اپنی جان سے بھی گذر جانا جاھدوا فینا ہے، جاھدوا میں اپنے نفس کی بھی باطل اور بے مقصد خواہشات کا مقابلہ کرنا ہے۔ ایسی خواہشات نفس جو انسان کو اپنا غلام بنالیتی ہیں اور اعلیٰ مقصد کی جدوجہد میں مزاحم ہو جاتی ہیں اور انسان کو اپنی جدوجہد کو منزل آشنا کرنے کے لیے اندرونی اور بیرونی خطرات اور سازشوں سے بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جس کا عمل والذین جاھدوا فینا کی روح رکھتا ہے۔ وہی فرد شرِ انساں اور شرِ شیطان سے محفوظ رہ سکتا ہے، وگرنہ انسانی شرّ، سازش کے ذریعے اور شیطانی شرِ، آسیب و جادو کے ذریعے انسان کو زیر کر لیتا ہے اور منزل سے ہٹا دیتا ہے۔

انسانی جدوجہد ہمیشہ انسان کے مقصد حیات کے گرد گھومتی ہے۔ ہمیں اپنے مقصد حیات کے لیے

دنیا کے فلاسفر اور حکماء اور بڑے حکمت داں اور نکتہ داں زعماء سے اپنے مقصد حیات کو نہیں سمجھنا ہے بلکہ خود اپنی جان کے خالق اور اپنے وجود کے مالک اور وہ ذات جو ہمارے لیے اور سب انسانوں کے لیے رب العالمین ہے اس سے اپنی زندگی کا مقصد جاننا ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (الذاریات، 51: 56)

”اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں۔“

قرآن انسان کے مقصد حیات کو بیان کرتا ہے کہ کوئی انسان بھی اپنی زندگی میں یہ تصور نہ کرے کہ وہ عبث پیدا کیا گیا ہے اور اس کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ اس لیے قرآن نے اس سوچ کو یوں مخاطب کیا ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا۔ (المومنون، 23: 115)

”سو کیا تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار (و بے مقصد) پیدا کیا ہے۔“

اور وہ زندگی جس کو قرآن نے کہا تم کو عبادت و عرفان الٰہی کے لیے دی گئی ہے۔ اب عبادت الٰہی کے ذریعے اس کی ذات کا عرفان کیونکر ہمارے لیے ممکن ہے۔ اس کا راستہ بھی قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ وہ راستہ مسلسل جدوجہد، احسن عمل اور ارفع سعی اور بہترین فعل سے عبارت ہے۔ اس لیے فرمایا:

الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (الملك، 67: 2)

”جس نے موت اور زندگی کو (اس لیے) پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے۔“

شاہراہ حیات پر چلتے چلتے انسان ذریعہ حیات اور مقصد حیات کو گھڈ مڈ کر دیتا ہے۔ دونوں کو اپنے ذہن میں مکس کر لیتا ہے۔ عام دنیوی زندگی میں اگر کسی سے سوال کریں کہ تمہارا مقصد حیات کیا ہے۔ کوئی اس سوال کا جواب یوں دیتا ہے۔ مجھے ڈاکٹر بننا ہے مجھے انجینئر بننا ہے، مجھے بیرسٹر بننا ہے، مجھے پروفیسر بننا ہے، مجھے فلاں فلاں پروفیشنز میں یہ منصب لینا ہے۔ یہ سارے عہدہ و مناصب انسان کے مقصد حیات نہیں ہیں بلکہ یہ سارے ذرائع حیات ہیں، ان کے ذریعے انسان اپنی حیات کو باقی رکھتا ہے۔ اپنی زندگی کا نظام ان کے ذریعے چلاتا ہے۔ ان ہی کے ذریعے آمدن و دولت کماتا ہے۔

مقصد حیات اور ذریعہ حیات میں فرق

مقصد اور ذریعہ حیات میں بڑا واضح فرق ہے۔ مقصد حیات ایک مرتبہ متعین ہو جانے کے بعد بدلتا نہیں ہے جبکہ ذریعہ حیات بدلتا رہتا ہے۔ کوئی طالب علم ہے مگر بیرسٹر بننا چاہتا ہے۔ بعد ازاں حالات

موافق نہ رہے وہ انجینئر بن گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ ذریعہ اور ذرائع حیات بدلتے رہتے ہیں۔ جبکہ مقصد حیات کبھی بھی نہیں بدلتا ہے مقصد ہمیشہ بڑا ہوتا ہے اور وہ مقصد انسانی فلاح اور دینی تفوق اور معاشرتی اصلاح اور قوم کی تقدیر بدلنے سے عبارت ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ مقصد حیات دیا گیا ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ (الصف، 61:9)

”وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اسے سب ادیان پر غالب و سربلند کر دے خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔“

اب ہمیں بحیثیت مسلمان اس آیہ کریمہ کی روشنی میں اپنے مقصد حیات کا تعین کرنا ہے اور پھر اس کے تعین کے بعد اپنی زندگی کی ساری مساعی و کاوش کو اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے صرف کر دینا ہو گا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے مقصد حیات اور اپنے مقصد بعثت کو حاصل کر لیا تو باری تعالیٰ نے اس امر کی خوشخبری کا اعلان یوں کیا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (المائدۃ، 5:3)

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔“

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت، اپنی ذمہ داری نبوت کے بعد اپنی اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے اپنی زندگی کے شب و روز ایک کر دیئے، دن ہو یا رات ہر وقت اپنے مقصد بعثت کو حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہے، مکہ کی سرزمین کو اپنی دعوت سے تیرہ سال تک مسلسل ثمر آور کیا لیکن مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہوئے تو آپ نے اپنے مقصد کو پانے کے لیے سرزمین مکہ کے علاوہ دیگر خطوں کو بھی سامنے رکھا۔ بالآخر جب یہ سرزمین مکہ مقصد بعثت کے ابتدائی مرحلے میں نتیجہ خیز نہ ہوئی تو پھر آپ نے ہجرت کا ارادہ اور قصد کر لیا اور سرزمین مدینہ منورہ کو عظیم مقصد بعثت کی تکمیل کے لیے منتخب کر لیا تو مدینہ منورہ کی سرزمین نے آپ کی دعوت کو بڑی جلدی اور بڑی سرعت کے ساتھ قبول کیا۔ آپ کی تشریف آوری کے ساتھ مدینہ منورہ کی سرزمین نے ایک نیا تعارف مضبوط بنیادوں پر اختیار کر لیا۔ مکہ المکرمہ میں اسلام کا پیغام دعوت کے ذریعے پہنچا جبکہ مدینہ منورہ میں آپ کا پیغام سلطنت و حکومت کے قیام کے ذریعے پہنچا۔

بحیثیت مسلمان بامقصد زندگی کی تشریح

ایک مسلمان کو اپنی زندگی کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی روشنی میں بامقصد بنانا ہے۔ اس اعتبار سے ہر مسلمان کی زندگی کے دو رخ ہیں ایک اس کی انفرادی زندگی ہے اور دوسری اس کی اجتماعی زندگی

ہے۔ انفرادی زندگی کو بامقصد بنانے کے لیے پہلے دین کی تعلیم کو حاصل کرنا ہے اور پھر ان تعلیماتِ دین پر عمل کرنا ہے اور بعد ازاں دین کی اس تعلیم اور دین کے اس عمل کی تبلیغ کرکے دوسروں کی زندگیوں کو سنوارنا ہے۔ اسلامی اور انسانی زندگی کو بامقصد بنانے کے لیے پہلی چیز طلب علم ہے، علم موثر ذریعہ ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان کے لیے طلب علم کو فرض قرار دیا ہے۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة۔

(افتخاح الکتاب والایمان و فضائل الصحابه والعلم، باب فضائل العلماء والحث علی طلب العلم مکتبه دارالسلام، بیروت، لبنان، رقم الحدیث 224)

بدقسمتی سے یہ امت مقصد آشنا کیسے ہو سکتی ہے اس لیے کہ دنیا میں سب سے زیادہ جاھل اور پست یہ امت ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسری اقوام اور دوسرے مذاہب کے لوگ زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ باوجود اس کے اسلام نے تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ آج علم سے لاتعلقی ہی ہماری پسماندگی اور تنزلی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ ہر مسلمان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیرت کے ذریعے تحصیل علم پر کاربند کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے لیے تبلیغ پر گامزن کیا ہے۔

اگر کوئی بھی حکومت اپنے سارے لوگوں کو تعلیم یافتہ اور خواندہ بنانا چاہے تو بہت ہی تھوڑے عرصے میں وہ یہ فریضہ سرانجام دے سکتی ہے مگر اس ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لیے لیڈر شپ کا ارادہ، عزم اور قوت فیصلہ چاہیے۔ آج اس قوم کو تعلیم سے آراستہ کر دیا جائے تو اس کی تقدیر بدل جائے گی اور یہ اپنے مقصد حیات سے آشنا ہو جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو مقصد حیات سے آشنا کرنے میں سب سے پہلے ان کو تعلیم دی ہے اور ان کے ذہن بنائے ہیں اور ان کو تربیت دی ہے۔ تعلیم و تربیت کے عمومی عمل میں آپ تمام صحابہ کرامؓ کو شریک کرتے تھے اور ان سے مختلف مسئلوں پر مشاورت کرتے تھے اور یوں ان کو اس عمل کے ذریعے تعلیم بھی دیتے تھے اور ان کی تربیت بھی کرتے تھے، اصحاب صفہ نے بہت زیادہ وقت رسول اللہ ﷺ سے تعلیم و تربیت کے لیے وقف کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ سے خصوصی فیضان رسالت حاصل کیا تھا۔

اسلام کے پیغام کو مختلف اقوام اور بلاد میں عام کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ اپنے ان ہی تربیت یافتہ اصحاب کو بھیجتے تھے۔ آپ کی مجلس میں مقصد حیات سے آشنا ہونے کے لیے ہر قوم کے افراد آتے تھے اور آپ کی مجلس میں روم سے آئے ہوئے صہیب رومی بھی موجود ہوتے تھے۔ ایران و فارس سے آئے ہوئے حضرت سلیمان فارسی بھی حاضر ہوتے تھے اور سرزمین حبش سے آئے ہوئے حضرت بلال حبشی بھی آپ

کی چوکھٹ پر نظر آتے تھے۔ یہ سب مختلف خطوں، مختلف قوموں اور مختلف نسلوں اور مختلف زبانوں اور مختلف رنگوں کے حامل افراد صحبت و سنگت رسول میں موجود ہوتے تھے۔ دنیا کو بڑا ہی عجیب نظارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تربیت اور آپ کے عطا کردہ مقصد حیات نے دکھادیا تھا وہ سب کے سب کلمہ گو خود ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو گئے تھے اور ان کے درمیان رشتہ اخوت استوار ہو گیا تھا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ (الحجرات، 49: 10)

''بات یہی ہے کہ (سب) اہلِ ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔''

کیا زندہ قوم بننے کیلئے انفرادی مقصد حیات مد نظر رکھنا کافی ہے؟

ہر قوم کے فرد کو اپنے انفرادی مقصد حیات کو سامنے رکھتے ہوئے اجتماعی مقصد حیات کو بھی مد نظر رکھنا ہو گا، تبھی کوئی قوم زندہ قوم بن سکے گی۔ انفرادی زندگی کے مقصد حیات پر ہی اگر زور دیا جائے اور اجتماعی مقصد حیات کو نظر انداز کر دیا جائے تو پھر بغداد جیسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ وہاں بڑے بڑے علماء موجود تھے مگر زوالِ بغداد کے وقت ان کی گردنیں بھی کاٹی گئیں۔ یہ انفرادی زندگی میں باشعور تھے مگر اجتماعی شعور قوم میں پیدا نہ کر سکے تھے۔

جو لوگ اللہ کی رضا کے لئے جدو جہد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو ضرور ثمر بار کرتا ہے

اگر اجتماعی شعور زندہ ہوتا تو عراق کی وہ تباہی نہ ہوتی جو تاریخ کے اوراق ہمیں بتاتے ہیں۔ اجتماعی شعور زندہ ہونے پر یہ قوم بغیر تلوار و تیر کے بھی اپنے بازوؤں کی قوت سے بھی دشمن کو ناکام کر سکتی تھی۔ جس قوم میں اجتماعیت ہو وہ کبھی بھی نہیں مرتی اور جس قوم کی اجتماعیت مر جائے وہ قوم زندہ ہوتے ہوئے مردہ قوم ہو جاتی ہے۔

ہماری قوم کی اجتماعیت کو سب سے زیادہ نقصان سیاست اور مذہب کے غلط استعمال نے دیا ہے۔ ہم نے پوری قوم میں سیاست کے نام پر ایک دوسرے سے نفرت و حقارت پیدا کی ہے اور مذہب کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف فرقہ واریت اور مذہبی جنونیت کو ہوا دی ہے۔ آج الا ماشاء اللہ نہ کوئی سیاستدان اجتماعیت کی دعوت دیتا ہے اور نہ ہی مذہب کا کوئی مبلغ (الا ماشاء اللہ) عملی اجتماعیت کا نام لیتا

ہے۔ جس کی وجہ سے یہ قوم اپنا کوئی اجتماعی تشخص نہیں رکھتی ہے۔(ڈاکٹر میر معظم علی علوی، نظام خلافت راشدہ، تحریک خلافت رشادہ لندن، ص 93)

آج دنیا بھر میں مسلمان ذلیل و خوار اس لیے ہو رہے ہیں کہ ہماری اجتماعیت کا آج فقدان ہے جس کے باعث مسئلہ کشمیر، مسئلہ فلسطین اور دیگر مسلم امہ کے عالمی مسئلے لاینحل ہیں۔ اور اجتماعی مقصد حیات کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں تین اقدام کرنے ہیں۔ سب سے پہلے قوم کی ذہن سازی کرنا ہوگی اور اس کے ذہین افراد کو سرگرم کرنا ہوگا اور تیسرا ان افراد کی معاشی کفالت کرنا ہوگی۔

انفرادی مقصد حیات اور اجتماعی مقصد حیات کو حاصل کرنے کے لیے انفرادی اور اجتماعی کاوش کے عمل سے گزرنا ہوگا۔ اگر آپ اپنا کوئی مکان تعمیر کرنا چاہتے ہیں تو اس مقصد کے لیے سب سے پہلے آپ کو اینٹوں کی ضرورت ہوگی اور اب اینٹیں دو طرح کی ہیں کچھ کچی ہیں اور کچھ پکی ہیں۔ بلاشبہ پکی اینٹوں کا مکان زیادہ مضبوط ہوگا۔ پکی اینٹ پکے ذہن اور تربیت یافتہ ذہن کی علامت ہے۔ پکی اینٹوں کو بنانے کے بعد ہمیں مکان بھی بنانا ہے۔ مکان اور محل کی تعمیر اجتماعی عمل سے ہی زیادہ موزوں ہے۔ فقط پکی اینٹیں ایک ڈھیر تو ہو سکتی ہیں مگر مکان نہیں ہو سکتیں۔ مکان کسی نقشے سے بنتا ہے اس کے لیے مستری اور مزدوروں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ گویا اجتماعیت کے بغیر مکان بھی اچھی طرح تعمیر نہیں ہو سکتا۔ یہاں مکان اور محل معاشرے کی مثل ہیں جبکہ کوئی بھی معاشرہ اجتماعی فکر اور اجتماعی کاوش کے بغیر کبھی بھی مثالی نہیں بن سکتا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی ہمیشہ مقصد آشنا رہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے نفس پر اطیعواللہ کا الوہی حکم نافذ کردیں۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں ہماری سیرت میں بھی سیرت رسول ﷺ کی کوئی جھلک نظر آئے تو ہمیں اپنی زندگی کا سارا اور مکمل عنوان اطیعوا الرسول پر قائم کرنا ہوگا اور اس اطاعت رسول ﷺ میں فنائیت ہی ہمیں سیرت طیبہ کے حقیقی فیضان سے منور و آراستہ کرے گی۔

اسلامی تعلیمات کو ہم تین حصوں میں سمجھ سکتے ہیں۔ ایک اعتقادات ہیں دوسری عبادات ہیں اور تیسری چیز معاملات ہیں۔ مکی زندگی میں اعتقادات اور عبادات کا غلبہ رہا ہے جبکہ مدنی زندگی میں ان دونوں کے ساتھ ساتھ معاملات کا بھی پہلے سے زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔ ہمیں اپنے انفرادی اور اجتماعی مقصد حیات کو حاصل کرنے کے لیے دین کے ان تینوں پہلوؤں سے اپنی شخصیت کو مزین و آراستہ کرنا ہوگا۔

مصطفوی معاشرے کے لیے تین اہم اقدام

آج ہمیں ہر سطح پر اپنے معاشرے کو مثالی بنانے کے لیے تین طرح کے اقدام کرنے ہوں گے۔ تعلیم و تربیت کے عمل کو گھر سے لے کر مسجد تک اور معاشرے کی سطح پر مثبت سرگرمیوں کے ذریعے فروغ دینا ہوگا۔ اور دوسرا شعبہ انصاف کی جلد فراہمی کو بھی پورے معاشرے کی سطح پر ایکٹو کرنا ہوگا۔ کسی کا حق نہ مارا جائے، کسی کے ساتھ ظلم نہ ہو، کسی کی زمین پر قبضہ نہ ہو، کسی کے اثاثہ جات کو چھینا نہ جائے، کسی بھی معاشرے کے فرد کے کسی بھی حق کو پامال نہ کیا جائے۔

ذرائع حیات کو مقصدِ حیات بنالیا گیا، ڈاکٹر، انجینئر بنا مقصدِ حیات نہیں ذرائع حیات ہیں

تیسرا شعبہ جسے ہمیں قائم اور متحرک کرنا ہوگا کہ وہ بیت المال کا قیام ہے۔ اس شعبے کے ذریعے معاشرے کے ہر کمزور، ضرورتمند اور بے حال و بے سہارا افراد اور مقروض شخص کی مدد کی جائے۔ اسے بآسانی قرض حسنہ فراہم کیا جائے۔ اس کی بیماری میں اور حادثاتی ضرورت میں اس کی مدد کی جائے۔ یہی اقدامات ہی ہماری اجتماعی زندگی کو خوبصورت و حسین اور دلکش بنا سکتے ہیں۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر شخص کو اخلاص کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور ان تمام اقدامات کے عملی نفاذ میں سمجھداری کا اظہار کرنا ہوگا اور حتیٰ کہ معاشرے کو مثالی بنانے کے لیے ہر فرد کو انتہائی سنجیدگی کا رویہ اپنانا ہوگا۔ (ڈاکٹر میر معظم علی، نظام خلافت راشدہ، تحریک خلافت راشدہ لاہور، ص128)

ہم معاشرے میں جس جمہوریت کی بات کرتے ہیں اس کی نرسری اور اس کی نچلی سطح محلہ، قصبہ اور چھوٹی آبادی گاؤں ہے۔ اس نچلی سطح پر ہمیں اپنے لوگوں کو جمہوریت کے ذریعے قوم اور اعلیٰ لوگوں میں بدلنا ہوگا۔ ڈیموکریسی کا یہی عملی پہلا مقام ہے ڈیموکریسی کا لفظ بھی ہمیں یہی معنی سمجھاتا ہے کہ ڈیمو کا مطلب لوگ People ہیں جبکہ کریسی Cracy کا مطلب رول اینڈ اتھارٹی Role and Authority ہے۔ اس لیے جمہوریت کا مطلب یہ ٹھہرا کہ لوگوں کا رول لوگوں کی حکمرانی اور لوگوں کی اتھارٹی اور لوگوں کی پاور اس لیے جمہوریت کو ان تین تصورات کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

Rule of the people by the people, for the people

ہم نچلی سطح کے جمہوری اداروں کے ذریعے Rule of the people کی صورت تو کریں پھر be the people اور for the people کا عمل بھی ہو جائے گا۔ اس تصور کو ہمارے نظام میں بپا کرنے کے لیے بلدیاتی ادارے بنائے گئے ہیں کاش آج یہ ادارے زندہ ہوں اور اپنا کام صحیح بنیادوں پر کریں تو معاشرے کو ہم ایک مثالی معاشرہ بنا سکتے ہیں۔ اسلام یہ تصور دیتا ہے کہ قوم اپنی قیادت کے لیے جس فرد اور جن افراد کو منتخب کرے وہ فرد اور افراد دیانت دار ہوں، باصلاحیت ہوں اور اپنے فرض منصبی کا خوب خیال اور احساس رکھنے والے ہوں۔ (ڈاکٹر میر معظم علی علوی، خلافت راشدہ، تحریک خلافت راشدہ، لاہور، ص 147)

ذرائع حیات بدلتے رہتے ہیں

مقصدِ حیات نہیں بدلتا، اللہ اور

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خوشنودی مقصدِ حیات ہے

معاشرے کے ان پرائمری بلدیاتی اداروں کی ذمہ داری یہ ہو کہ یہ ہر بھوکے کو کھانا کھلائیں۔ لوگوں کو روزگار فراہم کریں اور ہر بے لباس شخص کو باوقار لباس فراہم کریں۔ رہائش سے محروم افراد کو رہائش فراہم کریں، بیمار افراد کے علاج کے لیے ہسپتال کی سہولت دیں۔ اپنی کمیونٹی کے تمام افراد کو تعلیم کی لازمی سہولت دیں۔ اگر کوئی زیادتی کرے تو مظلوم کا ساتھ دیں اور ظالم کو قانون کی گرفت میں لائیں۔ ہر کسی کو سستا انصاف فراہم کیا جائے۔ نوجوانوں کو بے راہ روی سے بچانے کے لیے شادی بیاہ کی رسومات کو آسان بنائیں۔ یہ عمل اور یہ اقدامات ہی معاشرے کو سنوار سکتے ہیں۔ (نظام خلافت راشدہ، ص 153)

اسلام تو یہ تصور دیتا ہے کہ انسان کی یہ دنیا بھی اچھی ہو اور اس کی آخرت بھی اچھی ہو، اس لیے اسلام اس دنیا کی بھی بھلائی کی بات کرتا ہے اور آخرت کی اچھائی کی بات بھی کرتا ہے۔ اس لیے قرآن نے ہمیں یہی تصور دیا ہے۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ۔

حقیقی مسلمان اور اعلیٰ انسان وہی ہے جس کی دنیوی حیات بھی حسنہ کی علمبردار ہو اور جس کی اخروی حیات بھی حسنہ سے معمور ہو۔ ہمیں اپنے معاشرے کو مثالی بنانے کے لیے انفرادی اور اجتماعی

سطح پر آزادی فکر و عمل کی اقدار اپنے لوگوں کو دینی ہوں گی۔ ہمارا کوئی جابرانہ اور متکبرانہ انداز نہ ہو، کوئی بات کسی کے مزاج اور طبیعت کے خلاف ہو تو اس پر گردن زنی نہ کی جائے، اسے کسی قسم کی قید و بند کی صعوبتیں ہرگز نہ دی جائیں، اسے نہ اٹھایا جائے اور نہ ہی اغوا کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے ماحول کو مخالفانہ رائے کو برداشت کرنے والا بنانا ہوگا۔ اپنے ماحول میں پاکیزگی پیدا کرنا ہوگی، اخلاقی اقدار کے معیار کو بلند کرنا ہوگا۔ ہر سطح پر بڑے کی اطاعت اور چھوٹے پر شفقت کو فروغ دینا ہوگا۔ معاشرے سے ہر نوعیت کے جرائم اور خبائث کا خاتمہ کرنا ہوگا۔(ڈاکٹر میر معظم علی، نظام خلافت راشدہ، ص164)

خلاصہ کلام

زندگی کے کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے پہلی چیز اس فرد اور قوم کا اخلاص (Sincerity) ہونا چاہیے، دوسری چیز جو مقصد کے حصول کو یقینی بناتی ہے وہ شعور (Sensibility) ہے۔ شعور کا تعلق انسان کے ذہن کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ کامیابی کے لیے تیسرا عنصر سنجیدگی (Seriousness) ہے۔ اگر ہم اپنے مقصد کے حصول کے لیے سنجیدگی اختیار نہیں کرتے تو کبھی بھی کامیابی ہمارا مقدر نہیں بن سکتی۔ ایک عام فرد سے لے کر ایک طالب علم تک کوئی بھی شخص کامیابی کے ان تینوں عناصر کو کماحقہ اپنا کر ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔

اگر کوئی طالب علم ہے وہ اپنے امتحان اور کامیابی کے لیے مخلص نہیں ہے اور نہ ہی اپنی کامیابی کا کامل اور اکمل شعور رکھتا ہے بلکہ وہ اپنے امتحان کو بے شعوری کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کچھ مخلص ہوتے ہیں مگر بے شعور ہوتے ہیں تب بھی وہ ناکام ہو جاتے ہیں اور کچھ باشعور بھی ہوتے ہیں مگر اپنے مقصد کے لیے سنجیدہ نہیں ہوتے ہیں۔ تب بھی وہ خاسر ہو جاتے ہیں۔

غرضیکہ تینوں عناصر میں سے کسی ایک کی کمی بھی کامیابی سے محروم کر دیتی ہے۔ اخلاص، شعور اور سنجیدگی یہ تینوں عوامل انسانی کامیابی کے لیے ذہنی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں جبکہ اس کامیابی کو حاصل کرنے کے لیے کچھ عملی عناصر بھی ہیں۔ جس میں پہلا عنصر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اس کی منصوبہ بندی ہے اور اس کا مکمل تنظیمی عمل (Organization process) لازمی ہے۔ کسی بھی مقصد کے لیے تنظیمی عمل اس کی کامیابی کو یقینی بنا دیتا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کا غزوہ بدر میں کفار و مشرکین کے ساتھ سامنا ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب کو ان کے سامنے ایک تنظیمی عمل کے ساتھ اتارا جبکہ کفار و مشرکین تنظیمی عمل سے تہی

دامن تھے۔ وہ ایک جم غفیر کی صورت میں جمع تھے اور ان کو اپنی عددی کثرت پر بڑا ناز تھا۔ یہ مسلمانوں سے تین گنا زیادہ تھے مگر وہ بدنظم (Undisciplined) تھے۔ ان میں سرے سے کوئی تنظیمی عمل موجود نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لکیر کھینچ کر اپنے جانثاروں کو کھڑا کیا اور ان کی خوب تنظیم کی اس تنظیمی عمل اور اس نظم نے مسلمانوں کو یہ فائدہ دیا کہ اپنے سے تین گنا زیادہ فوج پر مسلمانوں کا یہ قلیل لشکر غالب آگیا۔

اجتماعی کامیابی کی پہلی شرط معاشرے کا اجتماعی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تنظیمی شکل اختیار کرنا ہے۔ ایسی ہی افواج کامیاب ہوتی ہیں جن میں بہت زیادہ نظم و نسق اور ڈسپلن ہوتا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دوسرا عملی عنصر تربیت ہے (Training) جب تک انسانی ذہن Mind making کا مرحلہ طے نہ کرے کامیابی کا حصول یقینی نہیں ہوتا ہے۔ یہ تربیت بھی دو طرح کی ہے۔ ایک ذہنی تربیت ہے اور دوسری جسمانی تربیت ہے۔

> انسان تعلیم و تربیت سے مقصدِ حیات سے آشنا ہوتا ہے، ہمارے زوال کی بڑی وجہ علم سے لاتعلقی ہے

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی سب سے پہلے ذہنی تربیت کی اور اسی وجہ سے آپ نے بہت قلیل وقت میں اپنے مقصد بعثت کی منزل کو پالیا جسمانی تربیت آج کل ہر جگہ عام ہے مثلاً گاڑی Drive کرنا تبھی ممکن ہوگا۔ جب اس کی تربیت لی ہوگی اگر کوئی بغیر تربیت کے گاڑی چلاتا ہے تو اس کے دو ہی انجام ہوں گے یا ہسپتال میں جائے گا یا قبرستان میں جائے گا۔

باقاعدہ تربیت یافتہ ڈرائیونگ ہی انسان کو حادثات اور نقصانات سے محفوظ رکھتی ہے۔ یوں انسان کا تربیتی عمل ہر جگہ مسلم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کی **ویعلمھم اوریزکیھم** کے ذریعے ان کی ذہنی تعلیم اور جسمانی تربیت کا اہتمام کیا تھا۔ آج ہم اپنی قوم کو کیا کیا قومی اخلاق، قومی رویے اور قومی اہداف سکھانا چاہتے ہیں۔ ہمیں ان سب کی تعلیم بھی دینا ہوگی اور ان کی تربیت بھی دینا ہوگی۔ تبھی قوم ایک مثالی قوم بنے گی اور ہمارا معاشرہ ایک بے مثال مثل معاشرہ تبھی بنے گا۔ تعلیم کی کثرت بھی قومی اہداف کے تعین کے بغیر ہمیں منزل مراد پر نہیں پہنچا سکتی۔

یہ رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ تعلیم اور تربیت کا نتیجہ ہی تھا کہ صحابہ کرامؓ نے اتنے بڑے جزیرہ عرب کو صرف اور صرف دس سال کے قلیل عرصہ میں آپ کی قیادت میں فتح کرلیا اور اس میں اسلامی حکومت قائم کردی۔ اسلام کا ہر عمل ایک تعلیم بھی ہے اور ایک مستقل تربیت بھی ہے۔ نماز ہی کو لے لیں یہ ذہنی تربیت بھی ہے اور جسمانی تربیت بھی ہے۔ سب کے سب مقتدی ایک لائن اور ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ امام رکوع کرتا ہے تو سب کے سب رکوع کرتے ہیں، امام سجدہ کرتا ہے تو سب کے سب سجدہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر ہر عمل صلاۃ میں ہر مقتدی امام کی اتباع اور پیروی کرتا ہے۔ یوں نماز کا عمل قوم مسلم کی ذہنی تربیت بھی ہے اور جسمانی تربیت بھی ہے اور اس عمل کا مقصد کسی ایک امام، کسی ایک رہبر، کسی ایک راہنما کی اطاعت اور پیروی کرنا ہے اور اسی کردار کے ذریعے کسی عمل کی اجتماعی تکمیل ہوتی ہے۔

> مصطفوی معاشرہ کے قیام
> کیلئے تعلیم و تربیت کو گھر
> سے لے کر مسجد اور
> معاشرے تک عام کرنا ہوگا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کی اجتماعی کامیابی کے لیے قوم کی اجتماعی تعلیم، اجتماعی تنظیم اور اجتماعی تربیت لازمی اور ضروری ہے۔ تبھی قومی مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔ ہمیں ہر سطح پر معاشرتی برائیوں کو قتل کرنا ہوگا۔ معاشرتی اچھائیوں کو زندہ کرنا ہوگا۔ ہمیں بحیثیت مسلمان اس مسلمانی کردار کو اپنانا ہوگا کہ ایمان والے تو وہ ہیں جو تامرون بالمعروف نیکی کا حکم دیتے ہیں اور وینھون عن المنکر برائی سے روکتے ہیں۔

(آل عمران، 3: 110)

معاشرے سے کسی بھی اچھائی کو قتل کرنا تمام اچھائیوں کو قتل کرنا اور ختم کرنا ہے۔ کسی ایک اچھائی کو زندہ کرنا سارے معاشرے کی اچھائی کی قدروں کو زندہ کرنا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے قرآن حکیم نے ایک انسانی جان کے ناحق قتل کو تمام انسانوں کا قتل کردیا ہے اور ایک انسانی جان کی حفاظت کو کل انسانی جانوں کی حفاظت قرار دیا ہے۔ اس لیے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًاط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ (المائدۃ، 5: 32)

"جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا (یعنی اس نے حیاتِ انسانی کا اجتماعی نظام بچا لیا)۔"

اسلام تو ایک نفس اور ایک جان میں کل جہاں کا تصور دیتا ہے اور سب سے زیادہ اجتماعیت پر زور دیتا ہے اور اسی حقیقت کو ید اللہ علی الجماعة کے تصور کے ساتھ واضح کرتا ہے اور جس فعل کو ساری قوم مل کر کرے تو اس میں اللہ کی مدد بھی شامل حال ہو جاتی ہے۔ بد قسمتی آج تک ہم نے من حیث المجموع اس قوم کو کوئی قومی ہدف نہیں دیا ہے۔ کوئی قومی شعور نہیں دیا ہے، کوئی قومی اخلاق نہیں دیا ہے اور کوئی قومی مقصد نہیں دیا ہے اور کوئی قومی نصب العین نہیں دیا ہے۔ اس لیے ہم انفرادی زندگی میں بھی بے مقصد اور قومی زندگی میں بھی بے مقد ہیں۔ ہماری انفرادی کاوشیں بھی بے شمار ہیں اور اجتماعی کاوشیں بھی بے حساب ہیں۔ مگر ان کی سمت متعین نہیں ہے۔ ان کا رخ مقرر نہیں ہے۔ ہم من حیث القوم اس اونٹنی کی طرح ہیں جو بے لگام ہے اور بے مہار ہے جو بغیر کسی مقصد چلے جا رہی ہے۔ اس لیے ہماری انفرادی اور اجتماعی حالت بقول اقبال یہ ہے کہ ہم اپنے انفرادی اور اجتماعی مقصد کو بھول چکے ہیں۔ ہمارا نغمہ کیا تھا ہم اس کو چھوڑ چکے ہیں۔

آیئے ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے اصل نغمے اور اصل مقصد کو پہچانیں، اپنی قوم اور اپنی ناقہ بے زمام کو پھر سے مقصد اور منزل کی قطار میں شامل کر کے اس قوم کو ایک عظیم قوم بنا دیں اور اس کے معاشرے کو ایک مثالی معاشرہ اور ایک مصطفوی معاشرہ بنا دیں۔ اقبال کی طرح ہر کسی کو اور ہر صاحب درد کو اپنی قوم کی ناقہ بے زمام کو سوئے قطار می کشم کا فریضہ سر انجام دینا چاہیے اور اسی جانب متوجہ کرتے ہوئے اقبال نے اپنا وظیفہ حیات امت کو یوں بتایا ہے۔

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ الیست
سوئے قطار می کشم ناقہ بے زمام را

لہذا ہر سطح کے تمام اساتذہ، تمام طلبہ و طالبات اور تمام تعلیم یافتہ حضرات اور درد دل رکھنے والے احباب اپنی قوم کے لیے یہ فریضہ سر انجام دیں۔

سوئے قطار می کشم ناقہ بے زمام را

فکرِ شیخ الاسلام کی پاسبان منہاج القرآن ویمن لیگ

مصباح عثمان (ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ)

اکیسویں صدی کے ماتھے کا جھومر بن کر خواتین کے حقوق کی نماہندہ اور رہبر تنظیم بن کر اُبھرنے والی منہاج القرآن ویمن لیگ آج اپنے قیام کے ۳۵ سالہ سفر کو شاندار کامیابی کے ساتھ مکمل کر چکی ہے۔ ''منہاج القرآن ویمن لیگ'' ایک جامع اور وسیع اصطلاح ہے جو بانی تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی نے اپنی تحریک کے عالمی نیٹ ورک سے خواتین کی نمائندہ نظامت کو تفویض کیا اور تحریکِ منہاج القرآن کے قیام کے کچھ ہی عرصہ بعد ۵ جنوری ۱۹۸۸ کو اس عظیم نظامت کی بنیاد رکھی۔ اپنے قیام سے لے کر تا حال منہاج القرآن ویمن لیگ نے اپنے ان تمام مقاصد کے حصول کو ممکن بنانے کے لیے اپنی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ اور آزمائش کو انتہائی جاں فشانی، ثابت قدمی سے عبور کیا اور پختہ عزم کے ساتھ جہدِ مسلسل کو اپنا ہتھیار بناتے ہوئے اپنی عظیم منزل مصطفوی انقلاب کے قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہیں۔

تحریکِ منہاج القرآن کے عالمی پلیٹ فارم سے منہاج القرآن ویمن لیگ کا قیام بلاشبہ امتِ محمدی کی بیٹیوں پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ایک بہت بڑا احسان ہے جنہوں نے اس دورِ فتن میں جہاں یا تو عورت چار دیواری کی آڑ میں گھر کے اندر سسکتی بلکتی مر رہی ہے اور اس کے حقوق کے لیے کوئی آواز اٹھانے والا نہیں ملتا یا نام نہاد آزادی نسواں کے نعروں کی گونج میں اخلاق و آداب، عفت و

عصمت اور تہذیب و تمدن کی تمام حدود پھلانگتے ہوئے عزت و آبرو کی پامالی سے بھی گریزاں نہیں ہوتی۔ اس تناظر میں اخلاقیات اور تہذیب کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے چادر و چار دیواری کا شعور فراہم کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے منہاج القرآن ویمن لیگ کے پلیٹ فارم کے ذریعے عورت کو معاشرے میں نہ صرف باوقار مقام و مرتبہ دیا بلکہ بطور مسلمان خاتون اس کا شعور بیدار کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں اور حقوق و فرائض سے روشناس بھی کرایا۔ یہی وجہ ہے کہ منہاج القرآن ویمن لیگ کی تمام ذمہ داران شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فکر و نظر کی پاسباں بن کر امتِ مسلمہ کی خواتین کے لیے ایک رول ماڈل بن کر خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ تحریک منہاج القرآن کا ہر اول دستہ ہے۔ اس قافلہ میں شریک ہونے والی خاتونِ اول سے لے کر تاحال اپنی خدمات پیش کرنے والی بہنیں انتہائی وفاشعاری، محنت، عزم و استقلال، اخلاص اور ثابت قدمی کے ساتھ سوئے منزل رواں دواں ہیں۔

> **تحریک منہاج القرآن نے خواتین کو داعیہ کا کردار دیکر اُس کے مصطفوی کردار کو بین الاقوامیت دی**

منہاج القرآن ویمن لیگ وطنِ عزیز کی وہ واحد خواتین کی نمائندہ تنظیم ہے جس کا دعوتی، تربیتی و فلاحی کردار 365 دنوں پر محیط ہے۔ اس کے تعلیمی و تربیتی پروگرامز عورت کی انفرادی زندگی سے لے کر معاشرتی سطح پر اجتماعی ذمہ داریوں کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہیں۔ یہاں خواتین کو اعلیٰ تعلیم سے ہم آہنگ کرنے کا شعور بھی دیا جاتا ہے اور حاصل تعلیم کو تربیت کے ساتھ جوڑ کر عامۃ الناس کے لئے مفید بنانے کی تحریک بھی دی جاتی ہے۔ انسانی زندگی کی درپیش ہر مسئلہ کے حل اور مختلف نظریاتی و فکری جہات پر کام کے ساتھ ساتھ خواتین کے فعال سیاسی کردار کے ضمن میں بھی منہاج القرآن ویمن لیگ کی کاوشیں قابلِ تحسین ہیں۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے تحت درج ذیل شعبہ جات فروغِ دین میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں:

۱۔ شعبہ تنظیم	۲۔ شعبہ دعوت
۳۔ شعبہ تربیت	۴۔ شعبہ ایم ایس ایم سسٹرز
۵۔ شعبہ عرفان الہدایہ	۶۔ شعبہ سماجی و فلاحی امور

۷۔ شعبہ اُمورِ اَطفال ۸۔ شعبہ سوشل میڈیا

۹۔ شعبہ ماہنامہ دختران اسلام

۱۰۔ شعبہ منہاجینز

اصلاحِ احوال اور خدمتِ دین کے سلسلے میں منہاج القرآن ویمن لیگ کے تمام شعبہ جات کی خدمات اور کاوشوں کو احاطہ تحریر میں لانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ تاہم مجموعی طور ان کاوشوں کی مختصر مگر جامع معلومات کو ذیل میں قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ بلاشبہ منہاج القرآن ویمن لیگ بانی تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے فکر و نظر کی امین اور پاسبان ہے۔

۱۔ نسبتِ قرآن میں پختگی اور تفہیم القرآن کے لیے اقدامات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فکر کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے اپنی فکر کی بنیاد قرآنی تعلیمات پر رکھی۔ ان کی گفتگو، خطابات اور علمی مجالس اس امر کی غماز ہیں کہ وہ روح قرآنی کے خلاف کوئی بات نہیں کرتے۔ اپنے شیخ کی اسی فکر کو خواتین پر مشتمل آبادی کے نصف سے زائد حصے تک عام کرنے اور قرآن مجید کے ساتھ قلبی، حبی، علمی اور روحانی نسبت کو پختہ کرنے کے لیے منہاج القرآن ویمن لیگ عرفان القرآن کورسز، قرآنیات کورس، قرات و تجوید کو خوبصورت بنانے کے لیے ورکشاپس کا اہتمام، قرآن فہمی کے لیے آن لائن اِی لرننگ کلاسز وغیرہ کا اہتمام کرتی رہتی ہے جن کا مقصد قرآن مجید کو تجوید و قرات کے ساتھ پڑھنے، قرآن و سنت پر مبنی اسلامی افکار کا فروغ، قرآن کی تعلیمات کو عام فہم انداز میں خواتین تک پہنچانے، اور خواتین کو قرآن و سنت کی تعلیمات سے روشناس کرواتے ہوئے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دِلانا شامل ہے۔

۲۔ تعلق باللہ اور ربطِ رسالت کی پختگی کے لیے کاوشیں

بانی تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فکر کا نمایاں پہلو تعلق باللہ اور ربطِ رسالت کی پختگی اور مضبوطی ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اسی فکر کے فروغ میں بسر ہو رہا ہے یہی وجہ ہے کہ منہاج القرآن ویمن لیگ نے اپنے شیخ کی اس فکر اور نظریہ کی کلی ترویج و اشاعت اور اگلی نسلوں تک اس عقیدے کے تحفظ کے لیے امتِ مسلمہ کی خواتین پر محنت کی صورت میں عملی تصویر پیش کی ہے۔ اس کے مختلف شعبہ جات اور نظامتیں کثیر الجہاتی پہلوؤں سے اس نظریہ کے فروغ کے لیے کوشاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے پلیٹ فارم سے ہونے والے کورسز خواہ وہ میلاد مہم اور اعتکاف مہم کی صورت

میں ہوں یا حلقاتِ درود و فکر، مراکزِ علم، آئیں دین سیکھیں کورسز، محافلِ نعت، دروسِ تصوف ماہانہ شبِ بیداریوں یا دیگر ورکشاپس اور کانفرنسز کی صورت میں ہوں ان سب کا مقصد بنیادی طور پر خواتین کی اخلاقی وروحانی تربیت، محبتِ الٰہی اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فروغ ہے۔

۳۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے کی جانے والی کاوشیں

منہاج القرآن ویمن لیگ شیخ الاسلام کی فکر کو فالو کرتے ہوئے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے انفرادی و اجتماعی ہر سطح پر اپنی کاوشوں کو انتہائی احسن انداز سے بروئے کار لا رہی ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان سمیت دنیا بھر کے کم و بیش سو سے زائد ممالک میں جہاں تک منہاج القرآن کا نیٹ ورک پھیلا ہوا ہے وہاں خواتین کے تربیتی پروگراموں اور ورکشاپوں کے ذریعے، گاہے بگاہے تربیتی اور اخلاقی و روحانی نشستوں کے ذریعے، التربیہ اور الحکمہ جیسے تنظیمی و تربیتی کیمپس کے ذریعے خواتین کو اپنے مقصدِ حیات کا شعور دیتے ہوئے اور تربیت کی وادی سے گزارتی ہیں۔

۴۔ "منہاج القرآن ویمن لیگ" انقلابی جدوجہد میں ہراول دستہ کا کردار

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فکر کی امین منہاج القرآن ویمن لیگ کی بیٹیاں صورتِ کہسار، مانندِ فولاد انتہائی جرات و بہادری، عزم و استقلال، ثابت قدمی اور استقامت کا کوہِ گراں بن کر امتِ مسلمہ کی خواتین میں شعور و آگہی بیدار کرنے اور دینی غیرت و حمیت اور قومی و ملی جذبہ پروان چڑھانے کے لیے دن رات کوشاں ہیں اور خواتین کی بطور انسان، بطور شہری اور بطور اُمتی معاشرہ کی تشکیل میں اہمیت کو اجاگر کرنے اور عملی کردار ادا کرنے کے لیے تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم پر متحد ہونے کی ترغیب دے رہی ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں آج تک جتنی بڑی تبدیلیاں اور انقلابات رونما ہوئے ہیں ان میں خواتین کا کردار نمایاں حیثیت کا حامل رہا ہے۔ ایران کا اسلامی انقلاب ہو یا مدینہ منورہ میں قیام مصطفوی معاشرہ کی بنیاد ہو، کربلا کے تپتے ریگزار میں دینِ متین کی حفاظت و سربلندی کے لیے لازوال قربانیاں ہوں یا قیامِ پاکستان کے تحریک پاکستان کے ہراول دستہ کے طور پر خواتین کی کاوشیں ہوں کسی بھی مقام پر اسلام کی بہادر بیٹیوں کی لازوال قربانیوں کو پسِ پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔ بحمد اللہ تعالیٰ آج منہاج القرآن ویمن لیگ اپنے اسلاف کے نقوشِ پا سے دینی غیرت و حمیت کی خیرات لیتے ہوئے قافلہ سالار شیخ الاسلام کی سنگت و معیت میں نعرہ حق بلند کرتے ہوئے میدانِ کارزار میں اس عزم اور ولولے کے ساتھ کہ

خونِ دل دے کے نکھاریں گے رخِ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

مستعد اور موجود ہے جو اپنے قائد کی جنبشِ آبرو پر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کی منتظر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وطنِ عزیز میں فرسودہ نظامِ انتخابات اور ظالم و جابر دجّالی اور جاگیر دارانہ نظام کے خلاف آوازِ حق بلند کرنا ہو یا مصطفوی انقلاب کے لیے ظالم و جابر طاغوتی طاقتوں سے ٹکرانا ہو منہاج القرآن ویمن لیگ کی بیٹیاں ہر موقع پر اپنے شیخ و مربی کے شانہ بشانہ حاضر رہی ہیں۔

۵۔ اجتہادی کاوشیں

منہاج القرآن ویمن لیگ بانی تحریک منہاج القرآن کے زیر سایہ اپنے قیام سے تاحال انسانیت کو درپیش مسائل کے حل کیلئے اسلامی فکر کی روشنی میں اجتہادی کاوشوں میں شریک ہے۔ دینی علوم اور جدید عصری و سائنسی علوم کی روشنی میں محدود سوچ اور تعصبات کی شکار خواتین میں اُمت کے اجتماعی تحفظ کا داعیہ بیدار کرنے اور خواتین میں صالحیت، ایثار اور خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ خواتین کی فکری و نظریاتی تربیت اس نہج پر کر رہی ہیں کہ وہ نسلِ نو کو اسلام کی مخلصانہ اور ماہرانہ خدمت کرنے کے قابل بنا سکیں۔ اپنی سیرت و کردار سے معاشرے میں اپنا مقام و منصب پہچاننے، منوانے اور اُمتِ مسلمہ کی تقدیر بدلنے کا جذبہ پیدا کر رہی ہیں۔ دنیا بھر میں دروس قرآن کے ذریعے رجوع الی القرآن کے پیغام کو پھیلانے، قرآنی فلسفہ پر مبنی انقلابی جدوجہد اور نشاۃ ثانیہ کے لیے ٹھوس نظریاتی، فکری بنیادیں فراہم کرنے میں پیش پیش ہے۔ یہ پلیٹ فارم دعوتی، تعلیمی اور تربیتی پروگراموں کو آگے بڑھانے کے لیے بے مثال دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ محافل میلاد کے کلچر کو فروغ دینا ہو یا حرمین شریفین کے بعد دنیا کے سب سے بڑے اعتکاف کا اہتمام ہو ہر جگہ ویمن لیگ نمایاں نظر آتی ہے، منہاج القرآن ویمن لیگ کے کردار کی وجہ سے خواتین کی دینی، تربیتی پروگراموں اور محافل میں شرکت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جو اصلاح احوال کے ضمن میں ایک حوصلہ افزا خدمت ہے۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دُروں
شرف میں بڑھ کے ثریّا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرَف ہے اسی دُرج کا دُرِ مکنوں

خواتین کا مثبت کردار، معاشرہ کی مضبوط بنیاد

پروفیسر حلیمہ سعدیہ

"وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ" کلام اقبال کے اس مصرع میں خواتین کے معاشرتی کردار کے ضمن میں ایسا خوبصورت اظہار موجود ہے کہ گویا سمندر کو کوزے میں سمو دیا ہے۔ گھر ہو یا باہر، خواتین کا مثبت کردار معاشروں کی بنیادیں مستحکم کرنے کے ساتھ تمام افراد معاشرہ کی زندگیوں کو سہل بھی بناتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں عورت پر کوئی خرچہ لازم نہیں قرار دیا۔ نکاح سے پہلے وہ والدین کے گھر میں باپ کی ذمہ داری ہے اور شادی کے بعد شوہر کے پاس اس کے تمام اخراجات وضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری شوہر کو سونپی گئی ہے۔

سورۃ الاحزاب 33 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا اور پرانی جاہلیت کی طرح زیب وزینت کا اظہار مت کرنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گزاری میں رہنا۔"

گویا یہ طے شدہ بات ہے کہ اسلامی معاشرہ میں گھر کے باہر کی دوڑ دھوپ کی ذمہ داری "مرد" پر ہے اور گھر کے امور اور تربیت اولاد کے فریضہ کو سرانجام دینے کی تاکید عورت کے لیے ہے۔ مرد و عورت کے لیے فرائض سرانجام دینے کی یہ تقسیم ایک فطری اور متوازن نظام ہے جو دین اسلام ہمیں

عطا کرتا ہے اور شریعت کے احکامات کے مطابق جب مرد و زن اپنا معاشرتی کردار ادا کرتے ہیں تو دونوں (مرد و زن) سکون واطمینان قلب کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ دین کا بغور مطالعہ ہم کو یہ سکھاتا ہے کہ عورت کا بہ وقت ضرورت گھر سے باہر کام کرنا جائز تو ہے لیکن اگر موقع میسر ہو تو گھر اور گھر کی چار دیواری ہی عورت کا بہترین مقام ہے۔ گویا اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ بنایا ہے۔ البتہ جو کام مردوں کے لیے جائز ہیں قرآن و حدیث میں عورتوں کو ان سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ عورت کے لیے شرعی حدود و قیود میں رہنا ضروری ہے۔ یعنی بعض اوقات حالات و واقعات کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ عورت کو گھر سے باہر نکل کر کمانا اور ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنا پڑتا ہے اور بعض اوقات خواتین کی ملازمت کرنا معاشرہ کی اجتماعی ضرورت بھی ہوتی ہے جیسا کہ لیڈی ڈاکٹرز کا خواتین کو طبّی امداد فراہم کرنا یا تعلیم نسواں کے لیے خواتین کا شعبہ تدریس سے منسلک ہونا وغیرہ۔

> اسلامی معاشرہ میں فکرِ معاش کی دوڑ دھوپ مرد کے ذمہ کی گئی ہے اور گھر کے امور عورت کے ذمہ ہیں

اگر تاریخی پس منظر میں دیکھا جائے تو کسی بھی دور میں معاش کی تمام ذمہ داری خواتین کے کاندھے پر نہیں ڈالی گئی۔ خواتین کسب معاش میں مختلف طریقوں سے مردوں کا ہاتھ ضرور بٹاتی رہی ہیں۔ کھیتی باڑی، مویشی پالنا، شعبہ تدریس، کپڑا بنانے کے لیے کپاس چننے سے لے کر دھاگہ بنانا اور درزن کے طور پر کپڑے سینا پرونا یہاں تک کہ دھوبن تک کے کام خواتین کرتی رہی ہیں۔ برتن سازی ہو یا باورچی ہونا تجارت تک بہت سے شعبہ جات زندگی میں خواتین اپنے کنبے پالنے کے لیے محنت و مشقت کرتی رہی ہیں۔ دور حاضر پر نظر ڈالیں تو احساس ہوتا ہے کہ ملازمت اور معاشی سرگرمیوں کا ہر میدان خواتین کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ کھیل کے میدان کرکٹ، ہاکی، فٹ بال، والی بال وغیرہ وغیرہ کی بات ہو یا آفس اور فیکٹری کا تذکرہ ہو فوج اور پولیس کی ملازمت ہو یا جہاز اڑانے یا کشتی رانی کا کام ہو، ستاروں پر کمند ڈالنے کو چاند تک کا سفر کرنا ہو یا ڈاکٹر انجینئر بن کر بنی نوع انسان کی خدمت بجالاتی ہو۔

خواتین کے لیے زندگی کے ہر شعبہ تک رسائی ممکن ہو چکی ہے۔ آج کی عورت وزیر اعظم بنتی بھی نظر آتی ہے اور بہترین کاروباری ٹائی کون بھی۔ لیکن ترقی اور آزادی کے اس سفر میں عورت نے اپنے

عورت ہونے کا اعزاز کھو دیا ہے۔ وہ ہر شعبے میں ''مرد'' کی طرح حصہ تو لے رہی ہے لیکن یہ امومیت کا وہ فریضہ اولین جو کائنات میں عورت کی اصل پہچان ہے اور فطری تقاضا ہے اب عورت کی غفلت کا شکار ہو رہا ہے۔ دور حاضر کی آزادی سے عورت کو بظاہر فوائد حاصل ہوئے اور عورت کو اپنی قابلیت منوانے کا موقع بھی ملا لیکن اس اندھا دھند ترقی نے معاشرتی نظام کو ایسا نقصان پہنچایا ہے کہ عصر حاضر کے معاشروں میں توازن باقی نہیں رہا اور خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر گیا۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے دوریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں اور بچوں کو ماں کی محبت اور شفقت سے بھرپور تربیت نہیں مل رہی۔ فحاشی اور عریانیت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ماں، بیٹی اور بیوی جو عورت کے بہترین روپ ہیں۔ ان کا وجود گہنا رہا ہے۔ آج کی عورت آزادی اور ترقی کے نام پر جن کھوکھلی بنیادوں پر زندگی کی عمارت تعمیر کر رہی ہے وہ کبھی عورت کے لیے پرسکون زندگی کی ضامن نہیں ہو سکتی۔ نہ صرف عورت بلکہ پورے معاشرے کے لیے بے سکونی اور انتشار کا پیش خیمہ ہے۔ بقول اقبال

> عورت زندگی کے ہر شعبے میں اپنی صلاحیتوں کو تو منوا رہی ہے مگر گھر کا تربیتی انسٹی ٹیوشن متاثر ہو رہا ہے

تمھاری تہذیب خود آپ اپنے خنجر سے خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

عورت کی بے راہ روی نے کیسی کیسی برائیوں اور بیماریوں کو جنم دے دیا کہ انسانیت شرمندہ نظر آتی ہے اور یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ عصر حاضر میں مذہب کی اہمیت اور اخلاقی تعلیمات کو قصہ پارینہ بنا دیا گیا ہے۔ معصوم بچیوں کی لمحہ لمحہ تربیت کرنے والی ماں کے پاس آج اپنے بچوں کو صحیح اور غلط کا فرق بتانے اور سمجھانے کی فرصت ہی نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں جو سب سے بڑا نقصان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ خاندان جو سماج کی اکائی ہے اس کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے۔

ضرورت ہے تو اس امر کی کہ آج کی عورت اپنی تخلیق کے سب سے بڑے پہلو کو سمجھے اور یہ جان لے کہ عورت کو اللہ رب العزت نے بنایا ہی ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کے کردار بہترین انداز میں نبھانے کے لیے ہے۔ عورت کی تخلیق کا اولین مقصد ان معصوم پھولوں کی پرورش ہے جو عورت کی گود میں کھلتے

ہیں۔ عورت کا کوئی بھی روپ ماں سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ رب العزت نے جنت ماں کے قدموں تلے رکھ دی ہے اور اس دنیا میں ماں کی محبت تمام محبتوں کی ماں ہوتی ہے۔ بو علی سینا نے کیا خوبصورت عکاسی کی۔۔۔ماں کی محبت کی: بقول بو علی سینا

''اپنی زندگی میں محبت کی سب سے اعلیٰ مثال میں نے تب دیکھی جب سیب چار تھے اور ہم پانچ تب میری ماں نے کہا مجھے سیب پسند ہی نہیں۔ گویا حضرت اقبال جب اپنے کلام میں کہتے ہیں کہ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی
کہ ہر ظرف ہے اسی درج کا در مکنوں
مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطوں

تو عورت کے ان ہی بہترین کرداروں کی بات کرتے ہیں جو وہ معاشرے میں ''ماں'' بہن اور بیوی اور بیٹی کے روپ میں ادا کرتی ہے۔ ماں کی گود تربیت ہی قوموں کو بہادر سپوت عطا کرتی ہے۔ پڑھی لکھی ماں ہی اپنے بچوں کو بہترین تربیت سے نواز کر قوم کے لیے مثبت کردار ادا کرنے کے قابل بناتی ہے۔ لہذا عورت کی تعلیم تو ہر صورت ضروری ہے لیکن اس کا گھر سے باہر نکل کر کام کرنا جائز تو ہے لیکن ہمارے دین اور معاشرت کی اولین ترجیح نہیں ہے اور اگر کوئی امر مجبوری نہ ہو تو گھر اور خاندان اور خصوصاً بچوں کی پرورش اور بہترین دیکھ بھال کا فریضہ نبھانا ہی عورت کی خوبصورتی اور فرض اولین ہے۔ جس کا سب سے بڑا صلہ تو عورت کو ''ماں'' کے روپ میں ملنے والی اہمیت اور عزت سے ہی مل جاتا ہے۔ خود حضرت اقبال ماں کے لیے کہتے ہیں:

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر مرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا

اللہ رب العزت کی بنائی ہوئی اس دنیا میں خالق کائنات نے مرد و عورت کو زندگی گزارنے اور نسل نو کی پرورش و تربیت کے لیے ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ٹھہرایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں مرد میں کنبہ پروری اور سرپرستی کی صفات موجود ہوتی ہیں وہیں عورت بھی صفات و کمالات کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اگر یہ باشعور ہو تو زندگی کو گلزار بنادیتی ہے اور بے شعور ہو جائے تو زندگی کو برباد بھی کر سکتی ہے۔ ماںتا کی شفقت عورت کو گل سے زیادہ نرم بنادیتی ہے اور ارادوں

کی مجبوطی اسے ایسی چٹان کی مانند بنا دیتی ہے کہ جسے حالات کے تھپیڑے توڑ نہیں پاتے۔ تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں جن میں عورتوں نے کمال فن سے تخت و تاج کو سنبھالا، جنگ و جدل میں دشمنوں کا مقابلہ کیا، سلطنتیں ان کے اشاروں پر چلتی رہیں لیکن مذہب اسلام نے جس بہترین انداز پر عورت کے مقام و مرتبے کا تعین کیا ہے کسی اور مذہب میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ اسلامی افکار و تمدن کی وجہ سے عورت کے مقام و مرتبے کے بارے میں انقلاب رونما ہوا۔ اسلام عورت کو علم حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ عورت کو وراثت میں حق دیتا ہے اور یہاں تک کہ رفیق حیات کے انتخاب میں بھی خود مختاری دی گئی ہے۔

اسلام کی راہ میں اپنی خدمات سرانجام دینے والی خواتین باادب، باعلم و عمل تھیں۔ بے شک خاتونِ جنت، بنتِ رسول ﷺ حضرت بی بی فاطمہ الزہرا ؓ اور ازواج مطہرات کے کردار اور ان کا اسلوب حیات ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

دور حاضر پر نظر ڈالیں تو آج کی عورت بھی گھر کی زینت و رونق بھی ہے اور اپنے شریک حیات کی مشیر کار بھی۔ زندگی کے تقریباً ہر میدان میں خواتین نے اپنا لوہا اپنے علم و فضل اور محنت سے منوایا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ عورت بنی تو مٹھی بھر خاک سے ہے لیکن اوصافِ حمیدہ کی بنا پر وہ برتری میں ثریا سے بھی بڑھ کر ہے۔ بلاشبہ اگر آج بھی عورت دین اسلام کے قائم کردہ حدود و قیود کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے علم و فضل کو بروئے کار لائے تو وہ ستاروں پر کمند ڈال سکتی ہے۔ اگر آج ہماری عورت زندگی کے تمام شعبہ جات میں اللہ کے احکامات کے مطابق کردار ادا کرے اور زندگی میں اعتدال کو قائم رکھے اور ازدواجی زندگی کے حقوق و فرائض کو ایمانداری کے ساتھ نبھائے تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

گویا یہ طے ہے کہ عورت کی کامیابی میدان کارزار میں صرف اسی صورت ممکن ہے کہ اس کا علم و فن پابند حدود و قیود اسلام ہو کہ خود حضرت اقبال نے فرمایا:

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ اُمومت
ہے حضرت انساں کے لیے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

خواتین کی صحت اور معاشرتی ترقی

سعدیہ کریم اسلامک سکالر

زندگی کی جدوجہد جاری رکھنے کے لیے عورت نے مرد کو بہت سہارا دیا ہے۔ عورت کی محبت ماں کے روپ میں ہو، بیوی کی شکل میں، بہن کے تصور میں یا بیٹی کی فکر میں اس نے ہمیشہ مرد کو حوصلہ دیا ہے اور پریشانیوں سے نجات دلانے میں ہمت بڑھائی ہے۔ موجودہ دور میں بھی عورت نے پہلے سے کہیں بڑھ کر زندگی کے ہر شعبے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بعض معاملات میں تو عورت نے مرد کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ کھیلوں میں، ذہنی اور فنی صلاحیتوں میں، دفاتر اور صنعت میں ان کا ریکارڈ ایمانداری اور تیز رفتاری میں منفرد نظر آتا ہے۔ بطور استاد عورت نہایت ہی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ سب سے پہلے جاپانی عورت جوڈو اور کراٹے کی ماہر بنی۔ اس نے اپنی حفاظت کے لیے مشکل ترین تربیت حاصل کی۔ جاپان، چین اور کوریا کی تقریباً تمام لڑکیاں کراٹے کے فن کی ماہر قرار دی گئی ہیں۔ چین اور جاپان کے درمیان جنگ کے موقع پر چین کی نوجوان لڑکیوں کی فوجی بٹالین بھی تشکیل دی گئی تھی۔ جنھیں فوجی تربیت کے علاوہ جوڈو کراٹے کا اضافی فن بھی سکھایا گیا تھا۔

اسلام میں عورت کے حقوق و فرائض

عورت کے بارے میں اسلامی نظریہ سب سے بہترین ہے۔ اسلامی معاشرے میں عورت کی اہمیت اور احترام مرد کے برابر ہے۔ لیکن عورت کی ذمہ داریاں مردوں سے مختلف ہیں۔ عورت کے

فرائض اور ذمہ داریاں مردوں سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ وہ قوم کی مائیں اور استاد ہوتی ہیں۔
ہمارے کریم آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"ماں کے پاؤں تلے جنت ہے۔"

یہ سب سے بہترین خراج تحسین ہے جو عورت کو اس کے نبی ﷺ کی طرف سے ملا ہے۔
عورت ماں کے روپ میں قوم کی بہترین خدمت کر سکتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ عورت ملک کی ثقافتی، معاشی، سیاسی یا معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتی۔ عورت ملک کے سیاسی حالات کا بہتر طور پر جائزہ لے سکتی ہے اور اپنے انداز فکر کی روشنی میں سیاسی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے اور اس کی مثالیں ہمیں قرون اولیٰ کی خواتین میں بھی ملتی ہیں۔

ہنگامی صورتحال میں عورت ملک کے کسی بی شعبہ میں اپنی خدمات پیش کر کے اپنے فرائض نبھا سکتی ہے۔ بوقت ضرورت وہ ہسپتال، سکول اور کالج میں اپنی خدمات پیش کر سکتی ہے اور کرتی ہے جس کا اثر معاشرے میں بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ تمام امور ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام عورت کو بطور ماں اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر گھر کے معاملات بہتر طور پر چل رہے ہوں تو پھر عورت قومی اور معاشرتی معاملات میں بھی اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔

کام میں مساوی حقوق کا مطلب یہ نہیں کہ مرد اور عورت دونوں کمائیں۔ سخت محنت اور روزی کمانے کا کام مرد کو سونپا گیا ہے لیکن اس کے باوجود خود عورتیں تجارتی، صنعتی اور سیاسی میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں۔ انتظامی امور میں سائنسی تحقیقات میں، ادب اور آرٹ کے شعبوں میں عورتیں اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھاتی ہیں۔ محکمہ پولیس ہو یا افواج پاکستان، سیلز گرلز ہوں یا ایئر ہوسٹس، کلرک ہوں یا سینئر ٹائپسٹ، معاشرتی معاملات ہو یا سیاسی ہر جگہ عورتیں اپنا بہترین کردار ادا کرتی ہیں۔

انسانی تاریخ اور خواتین کی صحت۔ ایک تجزیہ

انسانی تاریخ میں قوموں کی ترقی اور معاشرے کے بگاڑ اور تنزلی میں خواتین کا اہم کردار رہا ہے۔
عورت کی گود سے تربیت پانے والے ہی لیڈر بنتے ہیں کیونکہ عورت ہی بچے کی بہترین یا بدترین تربیت کی ذمہ داری ہوتی ہے اور عورت کی تربیت سے ہی دنیا کے بڑے عالم، مجاہد، مصلح، سائنسدان تیار ہوتے ہیں۔ معاشرہ ترقی پاتا ہے لیکن اس سب کے لیے خواتین کا صحت مند ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اگر ماں صحت مند نہ ہو تو بچے کی جسمانی اور روحانی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں۔ اور وہ

معاشرے کا بہترین رکن بننے سے قاصر رہتا ہے۔اس کی ذہن سازی اور بہترین کردار سازی اس کی ماں کی صحت سے مشروط و منسلک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خواتین کی صحت ہی معاشرے کی ترقی کا بنیادی ذریعہ ہے لیکن نہ تو بحیثیت مجموعی معاشرہ عورت کی اس خصوصی حیثیت کی قدر کرتا ہے اور نہ ہی عورت کو اپنی اہمیت اور صحت کے مسائل کا پورا شعور ہوتا ہے۔

صحت ایک توازن کی حالت ہے جس میں جسمانی، ذہنی، روحانی اور سماجی صحت شامل ہیں۔ جسم، ذہن، روح اور سماج آپس میں مربوط ہیں اور ایک حصہ کی صحت دوسرے حصہ پر اثر انداز ہوتی ہے خواتین کی مخصوص جسمانی ساخت، جذبات، احساسات اور سماجی حیثیت کے لحاظ سے صحت کے کچھ منفرد مسائل اور ضروریات ہیں جن کا جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔پیدائش سے لے کر بڑھاپے تک، زندگی کے مختلف مراحل میں خواتین کی غذائی ضروریات اور جذباتی کیفیات میں تغیر آتا ہے اور اس کا احساس سب سے بڑھ کر دوسری خواتین (ماں، بہن، ساس) ہی کر سکتی ہیں۔

اسلام عورت کے سیاسی، سماجی، معاشی کردار پر کوئی قدغن نہیں لگاتا البتہ توازن کا تقاضا ضرور کرتا ہے

بلوغت، حمل و رضاعت کے دوران خواتین میں بے شمار جسمانی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس کا اثر براہ راست خواتین کی ذہنی صحت پر ہوتا ہے اس لیے انہیں مناسب رہنمائی اور دیکھ بھال درکار ہوتی ہے۔ اگر ان مواقع پر خواتین کی جسمانی اور ذہنی صحت کا خیال رکھا جائے اور انھیں پر سکون ماحول اور فضا میسر ہو تو وہ اپنے معاشرتی اور گھریلو مسائل بہتر طور پر حل کرنے کے قابل ہوتی ہیں۔ خواتین کی سب سے اہم ذمہ داری بچوں کی پرورش اور ان کی تربیت کرنا ہوتا ہے کیونکہ اگر مائیں اپنے بچوں کو مناسب وقت نہ دیں اور انہیں صحیح، غلط، حرام و حلال کی تمیز نہ سکھائیں تو بچے معاشرے کے مفید شہری نہیں بن سکتے اور مجموعی طور پر معاشرہ بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔اسی لیے نپولین نے بھی کہا تھا کہ

”تم مجھے بہترین مائیں دو میں تمھیں بہترین قوم دوں گا۔“

اسلام نے بھی عورت کو بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری دی ہے اور اسے فکر معاش سے آزاد رکھا ہے تاکہ وہ بہتر انداز میں اپنے بچوں کی تربیت کر کے معاشرے کی ترقی میں اپنا بہترین کردار

ادا کر سکے۔ اس کے لیے سب سے پہلی اور ضروری چیز خواتین کی اپنی صحت ہے۔ اگر خواتین خود صحت مند ہوں گی تو معاشرے کے لیے صحت مند افرادی قوت مہیا کر سکیں گی۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیے کہ خواتین کی صحت معاشرے کی مجموعی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔

تحریک آزادی اور خواتین

دنیا کی قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جس قوم کی خواتین صحت مند نہ ہوں اور ملکی و قومی ذمہ داریوں میں حصہ نہ لے سکیں وہ قوم عموماً آزاد زندگی گزارنے سے محروم رہتی ہے۔ ہمارے مربی و محسن قائداعظمؒ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف تھے۔ انھوں نے تحریک آزادی کی قیادت سنبھالتے ہی اس بات پر زور دیا کہ دنیا میں کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کی عورتیں میدان عمل میں گامزن نہ ہوں۔ اور عورت میدان عمل میں اسی وقت اپنا کردار نبھا سکتی ہے جب وہ جسمانی اور ذہنی و روحانی طور پر صحت مند ہو۔ اس بات کا عملی نمونہ انھوں نے پیش کیا اور اپنی بہن فاطمہ جناحؒ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔ وہ تمام سیاسی امور میں ان سے مشاورت کرتے تھے، محترمہ فاطمہ جناح نے اپنے بھائی کی قیادت میں مسلمان خواتین کو منظم کیا اور انھیں آزادی کا مقصد سمجھایا۔ انہی رہنما خواتین نے اپنی جرات، بے باکی، عزم و حوصلے اور قربانیوں سے قوم کی نوجوان نسل کی تربیت کی۔ انہیں جوش و ولولہ دیا اور نوجوان نسل منظم ہو کر اپنی پوری قوت سے پاکستان حاصل کرنے کے لیے میدان عمل میں نکلی۔

غزوات و سرایا میں خواتین کا کردار

اسلامی غزوات و سرایا میں بھی خواتین کا کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج بھی جنگوں میں شریک ہوتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ سب سے پہلے جنگ احد میں شریک ہوئیں اس جنگ میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمیٰؓ نے بھرپور حصہ لیا وہ مشک بھر کر پانی لاتیں اور زخمیوں کو پلاتی تھیں۔

خواتین معاشرے کی بنیاد

خواتین معاشرے کا ستون ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کی جسمانی و ذہنی صحت بہت ضروری ہوتی ہے ان کی صحت کے مسائل کو حل کرنا از حد ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ علم حاصل کر سکیں اور تیزی سے بدلتے ہوئے معاشرتی حالات کے مطابق فیصلے کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اگر وہ صحت مند اور تعلیم

یافتہ ہوں گی تو ہی پیش آنے والے حالات کا مقابلہ کر سکیں گی۔ نئی نسل کی صحیح تربیت کر سکیں گی۔ایک مفکر کا قول ہے کہ

"ایک مرد کی تعلیم صرف ایک فرد کی تعلیم ہوتی ہے جبکہ ایک عورت کی تعلیم سارے خاندان کی تعلیم ہے۔"

تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ مائیں ہی اپنے بچوں کو ٹیپو سلطان، خالد بن ولید، صلاح الدین ایوبی اور حیدر علی جیسے شیروں کی داستانیں اور واقعات سنا کر اسلام کے نامور مجاہد بنا سکتی ہیں۔

حاصل کلام

گھریلو اعتماد اور اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ اچھی صحت کی حامل خواتین ملک و ملت کا قیمتی اثاثہ ہوتی ہیں اور ایسی خواتین ہی اصل معاشرتی بہتری اور ترقی کی بنیاد رکھتی ہیں۔

اگر کوئی ملک حقیقی معنوں میں تعمیر نو اور ترقی کا خواہش مند ہو تو اسے ملک کی آدھی آبادی اور نصف افرادی قوت عورتوں کی صحت اور خوشحالی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اسے با اختیار اور باعزت بنانا ضروری ہے ان کے تعلیمی مسائل اور صحت کے مسائل حل ہونے چاہئیں۔ اگر عورتوں کے سلسلے میں غلط طرز فکر جڑ پکڑ لے تو حقیقی اور ہمہ جہتی تعمیر و ترقی ممکن نہیں ہے خود عورتوں کو بھی چاہیے کہ اسلامی طرز فکر کو اپناتے ہوئے معاشرے میں اپنا مقام بنائیں۔ اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں پر استوار کریں دین کے تقاضوں کو سمجھیں اپنی جسمانی و روحانی صحت کا خیال رکھیں تاکہ مقدس اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنے حقوق کا دفاع کر سکیں۔ مردوں کو بھی عورتوں سے متعلق تمام اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

اسلام عورت کو کام کرنے کی آزادی دیتا ہے لیکن اپنی صحت کا خیال اور گھریلو معاملات کو پورا کرنا پہلی ترجیح ہونی چاہیے۔ ہمارا دین اور آئین خواتین کو تمام بنیادی حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور آج سے پندرہ سو سال پہلے عورتوں کے حقوق کا تحفظ ان کی عزت و احترام اور مذہبی حدود کے پیش نظر کاروبار تک کرنے کی بہترین مثال صرف اسلام میں ہی ملتی ہے۔ قوموں کی تعمیر و تشکیل میں اور اولاد کی بہترین تربیت میں اصل اور کلیدی کردار صحت مند اور توانا خواتین کا ہی ہوتا ہے۔ اس لیے خواتین کی صحت معاشرے کی ترقی کے لیے از حد ضروری ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریک احیائے دین

ڈاکٹر انیلہ مبشر

حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی جو 26 جون 1564ء کو بمقام سرہند پیدا ہوئے برصغیر پاک وہند کے عظیم مذہبی مفکر اور مصلح دین سمجھے جاتے ہیں۔ آپ نے نخلِ اسلام کی آبیاری میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر پائے اثبات میں لغزش نہ آئی۔ آپ نے ہندو مت کے احیاء کی تحریک، متحدہ قومیت کے تصور اور وحدت ادیان کے اکبری نظریئے کو نہ صرف رد کیا بلکہ اسلام اور کفر کو ایک دوسرے میں ضم کرنے کی بشری کوششوں کے خلاف راسخ الاعتقادی کی ایک ایسی زبردست تحریک شروع کی جس نے ایک طرف علماء، امراء اور بااثر حکمران طبقے کو متاثر کیا تو دوسری طرف عوام الناس کو رد بدعت اور شریعت کی پابندی کی طرف راغب کیا یہاں تک کہ آخری عظیم مغل حکمران اورنگ زیب عالمگیر نے آپ کے مذہبی و سیاسی نظریات کو سرکاری سرپرستی عطا کی۔ آپ کے لاتعداد مریدین کے ذریعے راسخ الاعتقادی کی یہ تحریک ہندوستان کی سرحدوں سے نکل کر افغانستان اور ترکستان تک پھیل گئی۔ تجدید دین اور احیائے اسلام کی اپنی خدمات کی بدولت آپ کو دوسرے ہزار سال کا مجدد کہا جاتا ہے۔

آپ کے عہد کے معروضی و تاریخی حالات کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان میں سلاطین دہلی کے آخری دور میں مرکزی حکومت کمزور ہوگئی، کئی صوبے مرکز سے آزاد ہوگئے اس

عدم استحکام کے عہد میں ہندوؤں کو بطور قوم طاقتور ہونے کا موقع مل گیا۔ اس دور میں بھگتی تحریک کے زیر اثر ہندو مذہب کی اصلاح اور احیاء کی کوششیں کی گئیں۔ بھگتی تحریک نے ہندو مت اور اسلام کو اس قدر قریب کر دیا کہ بعد ازاں اس تحریک کے اثرات میں یہ سمجھا جانے لگا کہ ہندو مت اور اسلام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ رام اور رحمان ایک ہیں۔ صرف اس ذات تک پہنچنے کے طریقے اور وسیلے مختلف ہیں۔ اس دور میں اسلامی تصوف کے نظریہ وحدت الوجود کی غیر منطقی اشاعت نے اس نظریہ کو اور بھی تقویت دی اور بھگتی تحریک کے ماننے والوں نے چاہا کہ مسلم صوفیوں کے فلسفہ وحدت الوجود میں ضم ہو کر ایک ہو جائیں۔

دوسری طرف اکبر بھی بھگتی تحریک کے اثرات سے بچ نہ سکا اور اپنے دور حکومت میں شیخ مبارک، ابوالفضل اور ضیفی جیسے آزاد خیال اہل علم کے زیر اثر اسلامی عقائد اور راسخ الاعتقادی کی حدود سے تجاوز کر گیا۔ اکبر نے 1581ء میں دین الٰہی جاری کیا جس میں بہت سے مذاہب کو ایک مذہب میں جمع کرنے کی بشری کوشش کی گئی۔ اکبر نے سلطنت کو استحکام دینے کی خاطر ہندو راجپوت رانیوں سے شادیاں کیں اور انہیں اپنے دھرم پر قائم رہنے کی اجازت دی۔ جس سے اس کے درباری امراء نے بھی ہندو رسوم و معاشرت کو اپنانا شروع کر دیا۔ ہندوؤں کے تہواروں دسہرہ اور ہولی وغیرہ کی سیاسی سرپرستی کرنے اور خود بھی جھروکہ درشن دینے سے ہندوؤں کو سیاسی تقویت حاصل ہوئی اور مسلمان طبقہ مشکلات کا شکار ہوا۔

> **حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی 26 جون 1564ء کو سرہند کے مقام پر پیدا ہوئے**

ان حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے عظیم محقق و مورخ پروفیسر محمد اسلم ”تحریک پاکستان“ میں رقمطراز ہیں۔

اکبر کی مذہبی حکمت عملی سے برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش میں اسلامی اقدار کو بڑا نقصان پہنچا۔ اس نے باغی مسلمان گورنروں کی سرکوبی کے لیے ہندو راجوں کو بھیج کر ان کے دلوں سے مسلمانوں کا رعب ختم کر دیا۔ ہندو جو اب تک سمجھے بیٹھے تھے کہ مسلمان ناقابل شکست ہیں وہ اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہو گئے۔ اکبر نے دین الٰہی جاری کر کے اسلامی شعار کو نقصان پہنچایا۔ ہندو رانیوں نے شاہی محلات

میں دیوالی، دسہرہ، جنم اشٹی، رکھشا بندھن اور شوراتری جیسے ہندوانہ تہوار بڑی دھوم دھام کے ساتھ منانے شروع کیے۔ اس زمانے میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف جو جارحانہ رویہ اختیار کیا اس کی صدائے بازگشت حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں سنائی دیتی ہے۔

پروفیسر محمد اسلم مجدد الف ثانیؒ کی خدمت دین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے بھگتی تحریک کی جو ہندومت اور اسلام کو ملا کر ایک درمیانی راستہ نکالنا چاہتی تھی، ڈٹ کر مخالفت کی۔ ورنہ آج ہمارے نام غلام محمد سنگھ یا کرشن احمد جیسے ہوتے ان کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے ایران سے درآمد شدہ مجوسی ساسانی اور مزدک کے نظریات اور تہذیب و ثقافت کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔

آپؒ نے متحدہ قومیت کے تصور اور وحدتِ ادیان کے اکبری نظریے کا رد کیا

چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ بھگتی تحریک کی طویل تاریخ کے باعث اکبر کا پیدا ہونا لازمی تھا تو اس کے رد عمل میں مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے دین بھی تاریخ کے ارتقا میں ایک اہم کڑی کا درجہ رکھتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنی تحریک احیائے دین اسلام کو موثر اور کارآمد بنانے کے لیے اکبر کے درباری امراء اور اراکین سلطنت مثلاً شیخ فرید مہابت خان، عبدالرحیم خانِ خاناں اور خانِ جہاں لودھی سے رابطہ قائم کیا ان سنی اور تورانی امراء نے حضرت مجدد سے مکمل تعاون کیا یہاں تک کہ یہ تحریک ان کی نمائندہ تحریک بن گئی۔ آپ نے اپنی تحریک کی جڑیں عوام تک پھیلا دیں اور اس کار خیر کے لیے بڑی تعداد میں اپنے مرید اور خلفا بنائے جن کا کام عوامی طبقات میں نشر و اشاعت کرنا تھا۔ آپ کے خاص شاگردوں کی تعداد تقریباً سولہ سو بتائی جاتی ہے۔ آپ خطوط کے ذریعے ان سے رابطہ رکھتے اور ضروری ہدایت دیتے۔

عہدِ اکبری میں اصل مسئلہ دین الٰہی کے فروغ کا نہ تھا کیونکہ شاہی دربار میں اس کے ماننے والوں کی تعداد چند سو سے آگے نہ بڑھ سکی اور نہ ہی اکبر نے اس کے فروغ کے لیے جبری کوشش کی۔ اکبر نے جس طرح شعائر اسلامی کی نفی کی مثلاً سود، جوئے اور شراب پر پابندی ختم کرتے ہوئے جزیہ اور گائے کی قربانی کو ممنوع قرار دیا اور صلح کل کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے ہندو اور ہندوانہ رسومات کی سرپرستی

شروع کر دی اس سے ہندوؤں کو سیاسی تقویت حاصل ہوئی اور مسلمان رعایا کو بڑی مشکلات پیش آئیں۔ حضرت مجدد نے حکومت کے امرا اور اراکین سلطنت کی توجہ اکبری الحاد کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ کی طرف دلوائی کہ چھوٹے شہروں میں ہندوؤں نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے اور غریب مسلمانوں کو جبری ہندو بنا رہے ہیں۔

حضرت مجدد کے مکتوبات جو کہ مکتوبات امام ربانی کے نام سے مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک خط میں لکھتے ہیں جو شہر تھانیسر سے متعلق تھا۔ کفار بے تحاشا مسجدوں کو گرا کر وہاں اپنے معبد و مندر تعمیر کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں کہ نگر کوٹ کے کفار مسلمانوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنی تحریک احیائے دین اسلام کو موثر بنانے کیلئے اکبری دربار کے نامور امراء کو ہم خیال بنایا

اکبر نے اپنے عہد میں جزیہ (غیر مسلموں سے لیا جانے والا ٹیکس) لینا بند کر دیا اور گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی۔ حضرت مجدد کو یہ دونوں باتیں سخت ناگوار تھیں۔ آپ نے جہانگیر کی تخت نشینی کے فوراً بعد کئی خطوط میں اس پابندی پر اظہار افسوس کیا اور اس کے دوبارہ جاری کرنے کی تلقین کی۔ آپ حکمران وقت کی شخصیت و نظریات اور عوام پر اس کے مرتب ہونے والے اثرات سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ آپ نے شیخ فرید بخاری کو ایک خط میں لکھا کہ دنیا میں بادشاہ کی حیثیت وہی ہے جو جسم میں دل کی ہے۔ یعنی دل اگر صالح ہے تو جسم بھی صالح ہوگا۔ اگر دل میں کوئی خرابی یا فساد ہے تو اس کا اثر جسم پر بھی پڑے گا۔

اسی طرح اگر بادشاہ نیک ہے تو اس کی نیکی رعایا پر بھی اثر انداز ہوگی اور اگر اس میں خرابی یا برائی ہے تو رعایا میں بھی وہی خرابی اور برائی جڑ پکڑے گی۔ امرا سے مسلسل رابطے کے خوشگوار اثرات مرتب ہوئے۔ امراء اور اراکین سلطنت کے دباؤ کے نتیجہ میں جہانگیر نے اقتدار سنبھالتے ہی شراب کی بندش، مساجد کی تعمیر اور اشاعت اسلام کی حوصلہ افزائی کے احکامات جاری کیے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی عوام میں بڑھتی ہوئی مقبولیت نے آپ کے کئی مخالف پیدا کر دیئے اور انھوں نے جہانگیر سے شکایت کی کہ سرہند کا ایک مشائخ زادہ خود کو صحابہ سے افضل سمجھتا ہے اور مجددیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہزاروں لوگ اس کے حلقہ بگوش ہیں۔ چنانچہ جہانگیر نے آپ کو دربار میں

طلب کیا تو آپ نے اپنے خلاف اعتراضات کا جواب دیا مگر بادشاہ جہانگیر کو درباری رسومات کے مطابق سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا مگر اس آزمائش میں انھوں نے جس قدر استقلال اور عالی ہمتی کا مظاہرہ کیا وہ ہماری روحانی تاریخ کا درخشاں باب ہے۔ زنداں میں قیام کے دوران کئی بت پرستوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا۔ بعد ازاں جہانگیر نے آپ کی رہائی کا حکم صادر کر دیا اور آپ کو اجازت دی کہ چاہیں تو لشکر کے ساتھ رہیں اور چاہیں تو گھر چلے جائیں۔ آپ نے لشکر کے ساتھ رہنا قبول کیا اور تین سال تک اہل لشکر کو تلقین وہدایت سے مستفید کرتے رہے۔

بقول مولانا مودودی انھوں نے ہندوستان میں حکومت کو بالکل ہی کفر کی گود میں جانے سے روکا اور اس فتنہ عظیم کے سیلاب کا منہ پھیرا جو اب سے تین چار سو برس پہلے ہی یہاں سے اسلام کا نام مٹا دیتا۔

آپ کا ایک اہم کام ہندوستان میں ردبدعت اور نئے فرقوں کی نفی بھی تھا۔ آپ کے خیال میں نئے طریقوں سے نہ صرف دین میں رخنے پیدا ہو رہے تھے بلکہ اسلامیان ہند کے اجتماعی نظام کو بھی خطرات درپیش تھے۔ آپ نے اسلام کو اس کی ابتدائی حالت پر قائم رکھنے پر زور دیا اور بعد میں پیدا ہونے والے فرقوں کی مخالفت کی۔ مغل دور میں ایران سے قریبی تعلقات کی بنا پر شعبہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے ہزاروں امرا، خواص و عوام ہندوستان منتقل ہو رہے تھے۔ آپ نے ہندوستان میں شیعہ فرقے کے بڑھتے ہوئے اثرات کو روکنے کے لیے رسالہ ردشیعہ تحریر کیا۔ اسی طرح آپ کے عہد میں بہت سے صوفیائے خام پیدا ہو چکے تھے جو تصوف کی آڑ میں شریعت اسلامی کو فراموش کر رہے تھے۔ آپ نے اپنی راسخ الاعتقادی سے ان صوفیہ خام کے طریق کار کی نفی کو جو طریقت اور معرفت کا نام لے کر شریعت کے تمام قوانین نظر انداز کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص باطن کو درست کر لیتا ہے مگر ظاہر کو یونہی چھوڑ دیتا ہے وہ ملحد ہے۔ آپ نے خواتین کی اصلاح کا بیڑا بھی اٹھایا۔ خاص طور پر خواتین کا قبور پر جانا، پیر اور صوفیا خام کی قدم بوسی کی سخت مخالفت کی۔ آپ نے خواتین کو باپردہ رہنے اور گھر میں رہ کر شریعت اسلامی پر چلنے کی ضرورت پر زور دیا۔

آپ نے نظریہ وحدت الوجود جو ہندوستان میں مکمل طور پر سرایت کر چکا تھا اس نظریہ کی سخت مخالفت کی۔ اسی نظریہ کے تحت ایک ہندو ہردے رام نے آپ کو خط میں لکھا کہ رام اور رحمان حقیقت میں ایک ہی ہیں۔ حضرت مجدد نے اس کا پر زور جواب دیا اور فرمایا:

"رام اور رحمان کو ایک جاننا بہت بڑی بیوقوفی ہے۔ خالق مخلوق کے ساتھ ایک نہیں ہو سکتا چوں بے چوں کے ساتھ متحد نہیں ہوتا۔

آپ نے نظریہ وحدت الوجود کی وضاحت میں مزید فرمایا۔ مسلمانوں کا ایمان اس پر ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اس پر نہیں ہے کہ کوئی وجود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی رائے میں نظریہ وحدت الوجود کو رد کرنا اس عہد کی سب سے بڑی ضرورت تھی اور اسلام اس وقت جس مرض میں مبتلا تھا اس کی تشخیص اسی پر مبنی تھی اور اگر شیخ احمد سرہندی مجدد عہد تھے تو ان کا یہ دعویٰ وحدت الوجود کے فلسفے کو رد کرنے پر ہی مبنی ہے۔

نظریہ وحدت الوجود کو رد کر کے آپ نے ایک دوسرے نظریئے وحدت الشہود کی نشر و اشاعت کی جس کا حاصل یہ ہے کہ خالق اور مخلوق ایک چیز کے دو نام نہیں ہیں۔ رب العزت نوری ہیں اور انسان خاکی ہے۔ اس طرح خالق و مخلوق کو ملانا جائز نہیں۔ اگر مخلوق شریعت کے مطابق کوشش کرے تو خالق کا اسرار منکشف ہو سکتا ہے۔ آپ کی کوششوں سے نظریہ وحدت الشہود ہندوستان میں مقبول ہونے لگا جس سے بھگتی تحریک کے اثرات بھی کم ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی ایک اہم اسلامی خدمت یہ ہے کہ آپ نے ہندوستان میں نقشبندیہ سلسلہ تصوف کی اشاعت کی جو شریعت کے قریب ترین تھا۔ اس میں سنت محمدی کی پیروی کی جاتی تھی۔ اس میں نہ چلہ کسی تھی، نہ سماع، نہ قبور پر روشنی، نہ پیروں کی قدم بوسی اور نہ سجدے۔ آپ نے اس سلسلہ تصوف کی اشاعت پورے ہندوستان میں اپنے خلفا اور مریدوں کے ذریعے کی جس سے ہندوستان میں احیائے دین کی تحریک پھیل گئی اور شرعی رنگ غالب آگیا۔

حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے دین کا براہ راست اثر ہمیں اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ملتا ہے۔ اگرچہ اس کے کچھ نقوش جہانگیر اور شاہ جہاں کے دور میں بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن اورنگ زیب کا پورا دور ان نظریات کی عملی تصویر ہے۔ اورنگ زیب کے عہد میں شراب اور دیگر منشیات کا سختی سے انسداد کیا گیا۔ طوائفوں کو شادی کرنے یا ملک سے نکل جانے کی ہدایت کی گئی۔ معاشرے کی اخلاقی حالت سنوارنے کے لیے محتسب مقرر کیے گئے۔ عیش و نشاط کی محفلیں، جشن نوروز، محرم، دسہرہ، دیوالی کے تہواروں کی شاہی سرپرستی ختم کی۔ جذیہ دوبارہ نافذ کیا۔ رسم سجدہ اور جھروکہ درشن کی روایت ختم کی اور فتویٰ عالمگیری کے نام سے ایک فقہ کی کتاب مرتب کروائی۔ بقول ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اورنگ زیب کے عہد نے ثابت کر دیا کہ راسخ الاعتقادی کو سیاسی طور پر اپنا لیا گیا ہے اور یہ سب مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے دین کا براہ راست اثر سمجھا جاتا ہے۔ حکومتی اور عوامی دونوں سطحوں پر آپ کی تحریک کی پذیرائی تحریک کی کامیابی کی دلیل ہے۔

گلدستہ

باورچی خانے کا ماحول خواتین کے مزاج پر اثر انداز ہوتا ہے

مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین

کچن گھر کا وہ حصہ ہے جہاں خواتین کا زیادہ تر وقت گزرتا ہے . کچن کا ماحول خواتین کے مزاج پر اثرانداز ہوتا ہے لہٰذا اس کی طرز ترتیب اور آرائش ایسی ہو جو ذہن کو تازگی اور سکون کا احساس دلائے . یکسانیت انسان کو تھکا دیتی ہے لہٰذا کچن کی سجاوٹ اور ترتیب میں مختلف طریقوں سے انفرادیت لا کر یکسانیت کے تاثر کو ختم کیا جاسکتا ہے . کچن میں مختلف رنگوں اور ڈیزائنز کی خوبصورت ٹائلز کچن کو خوبصورتی اور دلکشی فراہم کرتی ہیں اور کچن میں کام کرنے میں دلچسپی پیدا کرتی ہیں . ٹائلز کا انتخاب ہمیشہ کاؤنٹر کے رنگ اور ڈیزائن کی مناسبت سے ہونا چاہیے تاکہ کچن کشادہ اور وسیع محسوس ہو۔

آپ اپنے کچن کو کس طرح منفرد اور خوشنما بناتی ہیں یہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کچن کی خوبصورتی اور صفائی دوران کام ذہن کو تازگی اور اعصاب کو سکون فراہم کرتی ہے جبکہ بدنما ، بھدا اور بغیر کسی ترتیب اور نظم و ضبط کے کچن مزاج پر برا اثر ڈالتا ہے اور کام میں دشواری اور تھکن کا احساس دلاتا ہے۔

خواتین کے لئے کچن سے متعلق چند خاص ٹپس جو کریں آپ کی بڑی مشکل آسان اور وقت کی بھرپور بچت

کچن میں کھڑے ہوکر گرمی میں کام کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور خواتین کو اس بات پر داد دینی چاہیئے کہ وہ گرمی ہو یا سردی ہمیشہ اور ہر وقت ہی اپنے کام کو بخوبی انجام دیتی ہیں۔ لیکن اس دوران انھیں مختلف قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جن میں سے چند ایک مسائل کا حل ہم آپ کو بتارہے ہیں ہوسکتا ہے کہ آپ کو بھی یہ فائدہ دے سکیں۔

کچن ٹپس

فریزر میں رکھے ہوئے کباب نرم بنائیں:

فریزر میں رکھے ہوئے کباب فرائی کرتے وقت ٹوٹ جاتے ہیں لیکن نرم نہیں بنتے اس کے لئے آپ بس ایک چھوٹا سا کام کریں پین میں آئل ڈالیں اور کباب کو ایک سے دو بار پلٹ لیں اور اس کے بعد چولہا جلائیں اور جیسے فرائی کرتی ہیں ویسے کرلیں کباب نہ ٹوٹیں گے اور نہ سخت ہوں گے۔

جلے ہوئے سالن کی بو ختم کرنے کے لئے:

بعض اوقات جلدی میں کھانا بنانے کی وجہ سے سالن جل جاتا ہے اور اس کی بو بھی آنے لگتی ہے اس کے لئے آپ ایک ڈبل روٹی کا سلائس لیں اور اس کو آدھے کپ دودھ میں بھگوئیں اس کے بعد بھیگی ہوئی ڈبل روٹی کو سالن کے اوپر تھوڑی دیر کے لئے رکھ دیں اس سے سالن کی بو نکل جائے گی۔

جلے ہوئے توے کو صاف کریں: سالن توے پر فرائی کرنے کی وجہ سے توا اکثر جل جاتا ہے اس کے لئے آپ توے کے کناروں پر سرف اور لیموں کے قطرے ڈالیں اور چھری کی مدد سے رگڑلیں۔یوں آپ کو توا صاف ہوجائے گا۔

ٹوٹے ہوئے انڈوں کو ابالیں:

ٹوٹے ہوئے انڈوں کو ابالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک چھوٹی پیالی میں المونیم فوائل لگائیں اور اس کے اندر انڈے کا مادہ رکھ کر اس کو پانی کے پیالے میں رکھ کر ابال لیں انڈہ آسانی سے ابل بھی جائے گا اور ضائع بھی نہیں ہوگا۔

سالن کی مہک کچن سے باہر نہ جائے:

کچھ لوگوں کو سالن کی مہک گھر میں پھیلنے سے چھینکیں آنے لگتی ہیں۔اس لئے ان مشکل سے بچنے کے لئے آپ سالن بناتے وقت موم بتی جلا کر چولہے سے قریب رکھ دی جائے تو کھانے کی مہک نہیں پھیلے گی۔

سبزیوں کو محفوظ رکھیں:

سلاد کے پتوں کو صاف رکھنے کے لئے انہیں رومال میں تہہ کر کے رکھیں۔اس عمل سے سبزیاں دوگنا تازہ رہتی ہیں۔

فرائی پین کو صاف رکھیں:

فرائی پین پر لگے دھبوں کو با آسانی صاف کرنے کے لئے اسے سرکہ ملے ابلتے ہوئے پانی میں رکھیں۔اس طرح آپ کا ٹائم اور محنت دونوں بچ جائیں گے۔

آنسو نکلے بغیر پیاس کاٹنا:

اپنی آنکھوں کو پیاز کے اثر سے بچانے کے لئے جہاں پیاز کاٹی جا رہی ہے وہاں لیموں کا جوس جھڑک دیں۔

1۔ گرمی سے بچائیں:

جن ڈبوں میں آپ نے مصالحہ جات ڈالے ہیں ان کو سورج کی روشنی اور کچن میں چولہے سے پیدا ہونے والی گرمی سے دور رکھیں۔گرمی مصالحوں کے رنگ اور ان کی خوشبو کو متاثر کر سکتی ہے۔

2۔ائیر ٹائٹ جار کا استعمال:

مصالحوں کو ائیر ٹائٹ جار میں محفوظ رکھیں اس طرح مصالحہ جات نمی سے محفوظ رہیں گے اور مصالحوں کو محفوظ رکھنے کے لیے شیشے یا اسٹیل کے جار استعمال کرنا بہتر ہوتا ہے۔

اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ جن ڈبوں میں مصالحہ جات ڈالے جا رہے ہیں ان میں نمی نہ ہو اسی لیے ان ڈبوں کو پہلے دھوپ میں رکھ کر خشک کر لیں۔

3۔ٹھنڈی اور تاریک جگہ کا استعمال:

مصالحوں کے ڈبوں کو تاریک، ٹھنڈی اور خشک جگہ پر رکھنا ضروری ہے۔اگر کچن میں دراز ہوں تو ان مصالحہ جات کو ان میں بھی رکھا جا سکتا ہے اور طویل عرصہ تک استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

قارئین کی آسانی کے لیے ایک زبردست ریسپی کا طریقہ کار درج ذیل ہے:

ملائی ہانڈی کباب:

اگر وقت نہ ملے تو جھٹ پٹ ریسپیز ہی کام آتی ہیں

آپ بھی اپنا وقت بچانا چاہتی ہیں تو ’ملائی ہانڈی کباب‘ سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے۔

ملائی ہانڈی کباب بنانے کیلئے درکار اجزاء:

چکن، تیل، کاجو، کٹا ہوا زیرہ، دھنیہ، ہرا دھنیہ، لہسن، دہی، کریم، ہری مرچ، سفید مرچ، نمک، دودھ، مکھن اور پنیر۔

ملائی ہانڈی کباب بنانے کی ترکیب:

ملائی ہانڈی کباب بنانے کیلئے سب سے پہلے چکن، کاجو، کٹا ہوا زیرہ، سوکھا دھنیہ، ہرا دھنیہ، لہسن، دہی، کریم، ہری مرچ، سفید مرچ اور نمک لے کر اِن اجزاء کو بلینڈ کرلیں۔بلینڈر سے اب اس پیسٹ کو باہر نکال کر اپنی من پسند شکل کے کباب بنا لیں اور تیل میں شیلو فرائی کر لیں۔اب ایک دوسرے پین میں سالٹڈ بٹر (نمک ملا بٹر) گرم کر لیں، اب اس میں کٹا ہوا لہسن ہلکا براؤن کر لیں، اب اس میں کباب، دودھ اور چیز (پنیر) شامل کرکے کباب کو مزید پکا لیں۔دودھ اور چیز کے یکجان ہونے پر چولہا بند کر دیں اور ملائی ہانڈی کباب کو ڈش آؤٹ کر کے گارنش کر لیں اور نان یا چپاتی کے ساتھ نوش فرمائیں۔

EMPOWERING WOMEN IN POLITICS

Hadia Saqib Hashmi
(Research Associate-ICRIE)

Introduction

In the ever evolving landscape of politics, women have emerged as powerful agents of change, challenging traditional norms, and reshaping the future of governance. To fully appreciate the historical roots of women's active participation in politics, we turn to the 7th century Arabia during the time of Prophet Muhammad SAWW. In this comprehensive exploration, we will delve into the historical context, women's active participation, challenges faced, triumphs achieved, the contemporary impact, and the ongoing call for gender equality in politics.

Historical Context

7th-century Arabia was characterized by tribal societies with deeply entrenched patriarchal norms. The advent of Islam, however, brought about transformative changes, challenging prevailing norms and advocating for the rights

and dignity of women. Prophet Muhammad SAWW's teachings emphasized the equality of men and women, providing a foundation for women's participation in various aspects of life, including politics.

The Quran itself underscores the importance of women as active contributors to society, recognizing their intellectual and moral capacities. Islam's emphasis on justice, compassion, and equality set the stage for women to play pivotal roles in shaping the nascent Muslim community.

Women's Active Participation

A remarkable example of women's active participation during this era is Umm Waraqah, a companion of Prophet Muhammad SAWW known for her scholarly pursuits. Notably, she was appointed by the Prophet himself to lead prayers at her home, signifying not only her leadership in religious matters but also the acknowledgment of women in roles traditionally reserved for men.

Aisha bint Abi Bakr, the wife of Prophet Muhammad SAWW, was not only a spiritual leader but also a political figure. Her involvement in political discussions and her role in significant events, such as the Battle of the Camel and the Battle of Uhud, showcased her strategic acumen and political influence. Aisha's contributions laid the foundation for recognizing and respecting women's intellectual and political capacities.

Challenges and Triumphs

While the time of Prophet Muhammad SAWW witnessed groundbreaking steps toward women's empowerment, challenges persisted. The broader cultural norms of 7th-century Arabia influenced societal attitudes towards women.

However, the Prophet's teachings and actions set a precedent, emphasizing the importance of women's voices and contributions in shaping the community.

Fast forwarding to the 21st century, women in politics continue to face challenges, mirroring those faced by their predecessors. The struggles and triumphs of women in early Islamic history serve as an enduring source of inspiration, highlighting the ongoing need for gender equality in political arenas worldwide.

The Contemporary Impact

The historical contributions of women during the time of Prophet Muhammad SAWW have had a lasting impact on the empowerment of women in the Islamic world and beyond. The recognition of women's leadership in religious, social, and political spheres laid the groundwork for future generations of women to actively participate in governance.

Today, women in politics stand on the shoulders of those who came before them, drawing inspiration from the pioneering examples set during

the time of Prophet Muhammad SAWW. Countries with predominantly Muslim populations have seen women rise to prominent political positions, challenging stereotypes and reshaping political landscapes.

The Call for Gender Equality in Politics

To foster a truly inclusive political landscape, it is essential to draw upon the teachings of Prophet Muhammad SAWW and the early examples of women's participation in politics. This includes promoting equal representation in elected offices, dismantling gender stereotypes, and creating supportive environments that encourage women to enter and thrive in politics.

Educational initiatives and mentorship programs play a pivotal role in nurturing the next generation of female leaders. By equipping women with the tools and knowledge needed to navigate the political sphere, we can create a pipeline of empowered individuals ready to shape the future of governance.

Contemporary Challenges and Opportunities

Despite the progress made, contemporary women in politics face multifaceted challenges, including gender bias, stereotyping, and unequal representation. The scrutiny of women's personal lives and appearances often overshadows their accomplishments and policies, mirroring challenges faced during the time of Prophet Muhammad SAWW.

However, the 21st century has also witnessed numerous triumphs, with women holding key political offices globally. Leaders such as Angela Merkel, Jacinda Ardern, and Kamala Harris showcase the diverse ways in which women contribute to governance and societal progress.

Global Perspectives on Women in Politics

Taking a global perspective, various countries have implemented policies to enhance women's representation in politics. Quota systems, gender-sensitive legislation, and affirmative action measures aim to bridge the gender gap in political leadership. Examining these initiatives provides

insights into the diverse strategies employed to encourage women's active participation.

The experiences of women in different regions, such as the Middle East, Asia, Europe, and the Americas, reveal the complex intersections of culture, religion, and political systems in shaping women's roles in politics. Analyzing these global

perspectives sheds light on the importance of tailoring strategies to each cultural and political context.

Grassroots Movements and Women's Empowerment

Beyond formal political structures, grassroots movements have played a crucial role in advancing women's empowerment. Women-led movements advocating for social justice, equality, and human rights have gained momentum globally. Examining the impact of these movements offers valuable insights into the ways women mobilize for change, transcending political boundaries.

Moreover, women's involvement in non-governmental organizations (NGOs) and civil society has become instrumental in addressing social issues and influencing policy. By actively participating in these spheres, women contribute to shaping public opinion, influencing policy agendas, and fostering community development.

Intersectionality and Inclusivity:

An inclusive approach to women's participation in politics requires acknowledging and addressing intersectionality—the interconnected nature of social categorizations such as gender, race, class, and ethnicity. Recognizing the unique challenges faced by women with intersecting identities ensures that policies and initiatives are inclusive and equitable.

In contemporary politics, the voices of marginalized women, including those from indigenous communities, ethnic minorities, and LGBTQ+ individuals, are crucial for crafting policies that reflect the diverse needs of societies. Examining intersectionality provides a comprehensive understanding of the challenges and opportunities for women in politics.

Education, Mentorship, and Leadership Development:

Education remains a cornerstone for empowering women in politics. Access to quality education equips women with the knowledge and skills

needed to navigate the complexities of political leadership. Initiatives that promote education for girls and women contribute to breaking down systemic barriers and fostering a culture of inclusivity.

Mentorship programs are essential for nurturing the next generation of female leaders. Women who have succeeded in politics can serve as mentors, providing guidance, support, and valuable insights to aspiring leaders. Leadership development programs tailored to women's needs help build confidence, resilience, and strategic thinking.

The Role of Media in Shaping Perceptions

The media plays a pivotal role in shaping public perceptions of women in politics. Analyzing media portrayals, both historical and contemporary, provides insights into the ways women are represented and how these representations influence public opinion. Media literacy programs are crucial for promoting accurate and fair portrayals of women in political leadership.

Moreover, social media platforms offer women politicians direct avenues to communicate with the public, share their narratives, and build support. Examining the evolving dynamics of media and its impact on women in politics sheds light on the challenges and opportunities in shaping public discourse.

Legal Frameworks and Policy Advocacy

The existence of supportive legal frameworks is integral to fostering women's participation in politics. Analyzing the effectiveness of gender-sensitive legislation, such as electoral quotas and anti-discrimination laws, provides insights into the impact of legal mechanisms on women's representation. Advocacy for policy reforms and the enforcement of existing laws contribute to creating an environment that encourages women to enter politics and ensures their fair treatment.

Furthermore, international organizations and women's rights advocates play a crucial role in shaping global norms and influencing national policies. Examining the collaboration between governments, non-

governmental organizations, and international bodies offers a comprehensive view of the efforts to promote gender equality in political representation on a global scale.

Building Inclusive Political Institutions

The structure of political institutions significantly influences women's participation in politics. Analyzing the impact of parliamentary systems, political party structures, and electoral processes on women's representation provides valuable insights. Examining successful case studies where institutional reforms have led to increased women's participation helps identify best practices and potential areas for improvement.

In addition to formal institutions, understanding the role of informal networks and support systems within political environments is crucial. Building inclusive political institutions requires a multifaceted approach that addresses both formal and informal aspects, fostering an environment where women can thrive and contribute meaningfully to political decision-making.

The Economic Empowerment of Women

Economic empowerment is closely intertwined with political empowerment. Assessing the impact of economic policies, entrepreneurship opportunities, and access to resources on women's ability to engage in politics provides a holistic perspective. Economic independence not only enhances women's decision-making power but also strengthens their influence in shaping policies that address economic inequalities.

Supporting initiatives that promote women's economic empowerment, such as access to credit, vocational training, and entrepreneurship programs, contributes to creating a foundation for women to actively participate in politics and contribute to societal development.

The Road Ahead - Challenges and Opportunities

While significant progress has been made, challenges persist on the road to achieving full gender equality in politics. Cultural norms, societal

expectations, and persistent gender biases continue to impede women's progress. Analyzing the evolving nature of these challenges provides insights into the nuanced barriers that women face and informs strategies for overcoming them.

Simultaneously, opportunities for women in politics are expanding. The increasing global recognition of the importance of women's perspectives in governance, coupled with the rise of grassroots movements and advocacy, presents opportunities for transformative change. Evaluating successful initiatives and identifying emerging trends provides a roadmap for future efforts to advance women's roles in political leadership.

Conclusion

In conclusion, the historical perspective from the time of Prophet Muhammad SAWW lays a strong foundation for understanding the empowering role of women in politics. The examples set by Umm Waraqah and Aisha bint Abi Bakr underscore the potential and capabilities of women in political leadership. The challenges and triumphs of women in early Islamic history serve as a beacon for contemporary efforts to achieve gender equality in politics globally.

As we navigate the complex terrain of the 21st century, it is essential to draw inspiration from historical precedents while addressing current challenges. By promoting education, mentorship, legal reforms, economic empowerment, and inclusive institutional structures, we can create an environment where women's voices are heard, respected, and valued in political decision-making.

The road ahead requires concerted efforts from governments, civil society, international organizations, and individuals to dismantle systemic barriers and foster a culture of inclusivity. Women in politics are not only leaders; they are architects of a more equitable and just world. The journey towards gender equality in politics is ongoing, and by learning from the past and embracing the opportunities of the present, we can collectively shape a future where women stand on equal footing with their male counterparts, influencing policies that reflect the diverse needs of our societies.

تحریک میں کامیابی کا 10 نکاتی ایجنڈا

(سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 35 کی روشنی میں)

خصوصی خطاب

ڈاکٹر غزالہ قادری

1

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

’’بے شک مسلمان مَرد اور مسلمان عورتیں‘‘

تحریک منہاج القرآن میں شامل ہونے کا پہلا مقصد یہ ہے کہ اسلام پر مکمل عمل پیرا ہوا جائے۔

2

وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

’’اور مومن مرد اور مومن عورتیں‘‘

اپنی اور دوسروں کی زندگیوں میں اسلام اور مصطفوی مشن نافذ کرنا ہے۔

3

وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

’’فرماں بردار مَرد اور فرماں بردار عورتیں‘‘

ہر وقت نفس اور شیطان کے حملوں سے بچنا اور اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی اطاعت و اتباع میں زندگی گزارنا۔

4

وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

’’صِدق والے مَرد اور صِدق والی عورتیں‘‘

فرمانبرداری میں ہمیشہ حسنِ نیت اور کامل اِخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کا طلب گار رہنا۔

5

وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

’’صبر والے مَرد اور صبر والی خواتین‘‘

ہر حال میں نظم وضبط کی پابندی کرنا اور تحمل، بردباری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا۔

6

وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

’’عاجزی والے مَرد اور عاجزی والی عورتیں‘‘

ہر لمحہ دھیان رہے کہ سب کچھ اللہ کی منشاء اور اُس کے فضل واحسان سے ہے اور کسی کارِ خیر میں میری ذات کا کوئی مال نہیں ہے۔

7

وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

’’صدقہ وخیرات کرنے والے مرد اور صدقہ وخیرات کرنے والی عورتیں‘‘

صدقہ وخیرات سے مراد صرف مال اور دولت خرچ کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کرنا۔

8

وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ

’’روزہ دار مَرد اور روزہ دار عورتیں‘‘

روزہ رکھ کر اُن تمام خواہشات پر قابو پانا جو ہمارے نفس کو خوراک مہیا کرتی اور اسے سرکشی پر آمادہ کرتی ہیں۔

9

وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

’’اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں‘‘

نیک صحبت، شیخ الاسلام کے خطابات اور کتب کے مطالعہ کے ذریعے اپنی اور مشن کی حفاظت کرنا۔

10

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ

’’کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں‘‘

ہر وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے پختہ تعلق بحال رکھیں۔ اپنی آخرت کبھی نہ بھولیں۔

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
JAN-2024
LAHORE
Regd CPL No.45

عزم، استقامت اور خدمتِ دین کے 36 سال

ملک بھر میں اور بیرون ملک منہاج القرآن ویمن لیگ کی تمام عہدیداران
اور وابستگان کو 36 واں **یومِ تاسیس مبارک**

معمارِ جہاں ہم ہیں

ہمارے ساتھ جو چلیں گے ہمسفر بن کر
دمک اٹھیں گے وہ ذرات بھی گوہر بن کر
جدھر بھی آنکھ اٹھاو چراغ روشن ہیں
یہ کون آیا ہے بستی میں دیدہ ور بن کر
نئے افق کے اجالے ہماری کھوج میں ہیں
جہان تازہ کی تسخیر کی خبر بن کر
ہمارا راستہ قرآن کا راستہ ہے انیس
دلوں میں اترے گی یہ آواز اثر بن کر
یہی دعا ہے فقط سائبان کے مالک سے
یہ سائبان سلامت رہے شجر بن کر

36 Foundation Day